هفت روزہ

خدام الدین

لاہور
پاکستان

بانی

شیخ التفسیر

حضرت مولانا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ

مدیر اعلیٰ

مولانا عبید اللہ انور

امیر انجمن خدام الدین لاہور

مدیر

مجاہد الحسینی

مطبوعات انجمن خدام الدین لاہور پاکستان غربی

ہدیہ ۳۵ پیسے

۱۲ صفر المظفر ۱۳۹۱ھ — ۹ اپریل ۱۹۷۱ء

احادیث الرسول صلی اللہ علیہ وسلم

عَنْ سَعْدِ بْنِ أَبِي وَقَّاصٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: خَرَجْنَا مَعَ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ مَكَّةَ نُرِيدُ الْمَدِينَةَ: فَلَمَّا كُنَّا قَرِيبًا مِنْ عَزْوَرَاءَ نَزَلَ ثُمَّ رَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا اللّٰهَ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا فَمَكَثَ طَوِيلًا ثُمَّ قَامَ فَرَفَعَ يَدَيْهِ سَاعَةً ثُمَّ خَرَّ سَاجِدًا۔ فَعَلَهُ ثَلَاثًا۔ وَقَالَ: "إِنِّي سَأَلْتُ رَبِّي وَشَفَعْتُ لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي ثُلُثَ أُمَّتِي فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي شُكْرًا ثُمَّ رَفَعْتُ رَأْسِي فَسَأَلْتُ رَبِّي لِأُمَّتِي فَأَعْطَانِي الثُّلُثَ الْآخَرَ فَخَرَرْتُ سَاجِدًا لِرَبِّي"، رَوَاهُ أَبُو دَاوُدَ۔

ترجمہ: حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ انہوں نے بیان کیا کہ ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے ارادے سے مکہ سے روانہ ہوئے۔ پس جب ہم عزوراء کے قریب پہنچے تو آپ اترے اور ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے کچھ دیر تک دعا فرماتے رہے۔ اس کے بعد آپ سجدہ میں گر گئے اور بہت دیر تک سجدہ میں رہے۔ اس کے بعد اٹھے اور ہاتھ اٹھا کر کچھ دیر تک دعا فرمائی۔ پھر سجدہ میں گر گئے۔ اس طریقہ سے آپ نے تین بار کیا اور فرمایا کہ میں نے اپنے رب سے درخواست کی تھی اور اپنی امت کی سفارش کی تھی۔ تو اللہ نے مجھ کو میری تہائی امت دے دی۔ میں نے اللہ کے شکر کے لئے سجدہ کیا پھر میں نے سر اٹھایا اور اپنی امت کے لئے درخواست کی تو اللہ نے ایک تہائی مجھے اور دے دی۔ اس پر بھی میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ میں نے پھر سر اٹھایا اور تیسری بار امت کے لئے درخواست کی تو اللہ نے باقی تہائی بھی مجھے دے دی۔ اس پر بھی میں نے سجدہ شکر ادا کیا۔ (ابوداؤد)

عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهَا قَالَتْ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يَقُومُ مِنَ اللَّيْلِ حَتّٰى تَتَفَطَّرَ قَدَمَاهُ، فَقُلْتُ لَهُ: لِمَ تَصْنَعُ هٰذَا يَا رَسُولَ اللّٰهِ وَقَدْ غُفِرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ؟ قَالَ: "أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ وَعَنِ الْمُغِيرَةِ نَحْوُهُ، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو تہجد کی نماز میں اس قدر کھڑے رہا کرتے تھے کہ آپ کے دونوں پاؤں پھٹ گئے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ یا رسول اللہ! آپ اس قدر محنت کیوں کرتے ہیں۔ باوجودیکہ اللہ تعالیٰ نے آپؐ کی اگلی اور پچھلی لغزشیں (اگر بالفرض ہوں) سب ہی معاف کر دی ہیں۔ فرمایا کیا میں اللہ کا شکر گذار بندہ نہ بنوں (بخاری و مسلم) اور حضرت مغیرہ سے بھی یہی مضمون مروی ہے۔ (بخاری و مسلم)

عَنْ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ طَرَقَهُ وَفَاطِمَةَ لَيْلَةً فَقَالَ: "أَلَا تُصَلِّيَانِ؟"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے اور حضرت فاطمہؓ کے پاس رات کو تشریف لائے اور فرمایا کہ کیا تم صلوٰۃ اللیل نہیں پڑھتے؟ (بخاری و مسلم)

عَنْ سَالِمِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ عَنْ أَبِيهِ أَنَّ رَسُولَ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَ: "نِعْمَ الرَّجُلُ عَبْدُ اللّٰهِ لَوْ كَانَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ"، قَالَ سَالِمٌ: فَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بَعْدَ ذٰلِكَ لَا يَنَامُ مِنَ اللَّيْلِ إِلَّا قَلِيلًا۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: حضرت سالم بن عبداللہ بن عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہم اپنے والد (حضرت عبداللہ) سے نقل کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ عبداللہؓ بہت اچھا آدمی ہے اگر رات کو بھی نماز پڑھتا رہے۔ حضرت سالمؒ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہؓ رات کو اس ارشاد کے بعد نہیں سوتے تھے مگر تھوڑا (بخاری و مسلم)

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرِو بْنِ الْعَاصِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: "يَا عَبْدَ اللّٰهِ لَا تَكُنْ مِثْلَ فُلَانٍ، كَانَ يَقُومُ اللَّيْلَ فَتَرَكَ قِيَامَ اللَّيْلِ"، مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے روایت ہے انہوں نے بیان کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھ سے فرمایا کہ اے عبداللہ فلاں کی مانند نہ ہونا کہ پہلے تو وہ تہجد پڑھتا تھا اور پھر اس نے تہجد کو ترک کر دیا (اس حدیث کو بخاری و مسلم نے روایت کیا ہے۔)

عَنِ ابْنِ مَسْعُودٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ قَالَ: ذُكِرَ عِنْدَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَجُلٌ نَامَ لَيْلَةً حَتّٰى أَصْبَحَ! قَالَ: "ذَاكَ رَجُلٌ بَالَ الشَّيْطَانُ فِي أُذُنَيْهِ — أَوْ قَالَ أُذُنِهِ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

ترجمہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے تذکرہ کیا گیا۔ کہ وہ ایک رات کو سوتا رہا۔ یہاں تک کہ صبح ہو گئی۔ آپؐ نے فرمایا یہ ایسا شخص ہے جس کے کانوں میں شیطان نے پیشاب کر دیا۔ یا یہ فرمایا کہ اس کے ایک کان میں شیطان نے پیشاب کر دیا۔ (بخاری و مسلم)

عَنِ ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا قَالَ: كَانَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي مِنَ اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى، وَيُوتِرُ بِرَكْعَةٍ۔ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم رات کو دو دو رکعت پڑھتے تھے اور ایک رکعت کے ذریعہ سے اپنی نماز کو وتر بنا لیتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خدام الدین لاہور

۱۲ صفر المظفر ۱۳۹۱ھ
۹ اپریل ۱۹۷۱ء

جلد ۱۶
شمارہ ۴۴

فون نمبر ۶۷۵۴۵

مندرجات

سرپرست
حضرت مولانا عبید اللہ انور

مدیر
مجاہد الحسینی

سیاست دانوں کیلئے لمحۂ فکریہ!

آدابِ شہریت اور سیاسی تربیت کی ضرورت!!

صدر مملکت آغا محمد یحییٰ کی طرف سے ملک میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد ہو جانے کے بعد ہر طرف ایک سکوت اور سناٹا طاری ہو گیا ہے۔ ہنگامہ ہائے شور و شر کا اب کہیں نام و نشان نہیں۔ کاروبار معمول کے مطابق ہے۔ اقتصادی بحران رفتہ رفتہ دور ہو رہا ہے اور یہ حقیقت سامنے آ گئی ہے کہ ہمارے ملک کی آب و ہوا سیاست دانوں کی سیاست بازی کے لیے قطعاً ساز گار نہیں ہے۔ سابق صدر ایوب خاں کے زمانہ میں سیاسی سرگرمیوں پر پابندی عائد ہوئی تو ملک و ملت نے مختلف النوع ترقی کے مراحل طے کیے۔ ان کے بعد موجودہ صدر مملکت نے مظاہروں اور ہڑتالوں سے متاثر ہو کر سیاسی آزادیاں عطا کیں۔ اور انتخابات کے ذریعہ اسمبلیوں کا قیام عمل میں لایا گیا تو بعض سیاسی راہنما حدود سے تجاوز کر گئے نتیجۃً ملک پھر سیاسی اور اقتصادی بحران کا شکار ہو گیا۔ صنعت و تجارت میں زبردست کساد بازاری آ گئی اور معیشی اعتبار سے ملک دیوالیہ کے قریب ہو گیا اور اس پر طرفہ یہ کہ سیاسی رہنماؤں نے ہنگاموں ہڑتالوں، لوٹ مار اور غارت گری کا بازار گرم کر دیا، آتش زنی اور توڑ پھوڑ کے باعث ملک کو جہنم زار بنا دیا گیا۔ ظاہر ہے کہ ایسے ماحول میں نہ تو اندرونی طور سے ملک ترقی کر سکتا ہے اور نہ ہی بیرونی ممالک میں اس کی ساکھ مستحکم اور باعظمت ہو سکتی ہے۔

خدا کا شکر ہے کہ صدر مملکت جنرل آغا محمد یحییٰ نے حالات کی سنگینی کا احساس کر کے سیاسی سرگرمیوں پر پھر پابندی عائد کر دی ہے۔ اور وہ تمام ناگفتنی کارروائیاں ختم ہو گئی ہیں سیاست دانوں کی عاقبت نااندیشی کے باعث ملک و ملت کو جن سے سامنا درپیش تھا۔

موجودہ فراغت اور سکون کے ماحول میں سیاست دانوں کو چاہیے کہ وہ اپنے کارکنوں کو آدابِ سیاست و شہریت کا باقاعدہ درس دیں۔ انہیں اس بات کی تربیت دیں کہ زندگی کس طرح گزارنی چاہیے۔ اور ایک اچھے سیاسی رہنما کی حیثیت سے ان کی ذمہ داریاں کیا ہیں اور انہوں نے ملک و ملت کی فلاح و بہبود کے لیے کیا کیا خدمات انجام دینی ہیں اور وہ کیا پروگرام یا نصب العین ہے جسے ان کی جماعت بروئے کار لانا چاہتی ہے۔ موجودہ پُرسکون اور طمانیت بخش ماحول میں ٹھوس اور مؤثر اقدامات کر کے لوگوں کو یہ تاثر دیا جائے کہ واقعی یہ لوگ برسرِ اقتدار آ کر ملک و ملت کے لیے مفید اور بہترین خدمات انجام دے سکیں گے۔

تعلیمی، تہذیبی، اقتصادی و معاشرتی وغیرہ انقلابی اصلاحات جو بھی وہ نافذ کرنا چاہتے ہیں ان کی روشنی میں کچھ عملی مظاہرہ کر کے دکھائیں تاکہ ان کے آئیڈیل کا اندازہ لگانے میں عوام کو سہولت مہیا ہو سکے۔

ہمیں توقع ہے کہ مختلف سیاسی جماعتوں کے رہنما ان مسائل کی طرف ضرور توجہ مبذول فرمائیں گے۔

مکّہ سے قمری مہینوں کا اعلان

متحدہ عرب جمہوریہ کے مفتی جناب شیخ محمد نے مکہ میں منعقد ہونے والی اسلامی ممالک کی کانفرنس میں تجویز پیش کی تھی کہ تمام عرب ممالک اور اسلامی دنیا کے نمائندوں کا اجلاس مکہ معظمہ میں طلب کیا جائے تاکہ اسلامی ممالک میں مذہبی تقریبات اسلامی کیلنڈر کے

مطابق بیک وقت منائی جائیں۔ اس تجویز کو دنیائے اسلام کے نمائندوں نے منظور کر لیا ہے اور فیصلہ کے مطابق ہر ماہ کی ۲۹ر تاریخ کو تمام مسلم ممالک کے نمائندگان چاند دیکھ کر فیصلہ کریں گے کہ آئندہ ماہ کی یکم تاریخ کب ہو گی؟

اس تجویز کو اگر تمام دنیائے اسلام نے منظور کر کے اتفاق کر لیا تو اہل اسلام کے روحانی مرکز مکہ معظمہ سے ایک مشترکہ اعلامیہ جاری کیا جائے گا۔

مکہ معظمہ کو صرف قمری مہینوں کی یکم تاریخ کے اعلان کا ہی مرکز نہ بنانا چاہیئے بلکہ دنیائے اسلام کو اس وقت جو مشکلات درپیش ہیں ان کے ازالہ کے لیے اگر تمام امور کا مرکز مکہ معظمہ بن جائے تو ملتِ اسلامیہ کا زوال ختم ہو سکتا ہے اور مسلمانوں کی عظمتِ رفتہ پھر بحال ہو سکتی ہے۔

علامہ اقبال نے اپنے دَور کے حالات ملحوظ رکھ کر فرمایا تھا ؎

طہران ہو گر عالم مشرق کا جنیوا
شاید کرۂ ارض کی تقدیر بدل جائے

لیکن عصرِ حاضر کے اسلامی تقاضے مدِ نظر رکھ کر اس شعر میں کچھ اس طرح ترمیم کی جا سکتی ہے (علامہ اقبال سے معذرت کے ساتھ)

مکہ ہو اگر عالم مشرق کا جنیوا
شاید کہ مسلمان کی تقدیر بدل جائے!

(مجاہد الحسینی)

★

خطبہ جمعہ

مقصدِ تخلیقِ کائنات

از مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب مدظلہٗ ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

واقعہ غارِ ثور

غارِ ثور کا واقعہ قرآن مجید میں موجود ہے۔ سید الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غارِ ثور میں ہیں۔ ابوبکر صدیق رضؓ حضورؐ کے ساتھ ہیں۔ اور خونخوار متلاشی غار کے منہ پر پہنچتے ہیں۔ عالم اسباب میں نبی کا مقام بلندترین ہے۔ صحابی کا مقام بھی بلند ہے لیکن نبی کے مقام کو صحابی کا مقام نہیں پہنچ سکتا۔ اس لیے صدیق اکبرؓ پر گھبراہٹ ہے۔ یہ لازمی بات ہے۔ یہ ان کے مقام کی کوئی ہتک نہیں ہے۔ نبی نبی ہے۔ صحابی صحابی ہے۔ صحابی نبی کے مقام پر کیسے پہنچ سکتا ہے؟ اور پھر نبی بھی کیسا؟ امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، امام غزالی رحؒ اپنے مکاشفات میں فرماتے ہیں کہ میں نے عالم کشف میں دیکھا کہ حضور انورؐ تشریف فرما ہیں اور ساتھ ہی موسیٰ کلیم اللہ بھی تشریف فرما ہیں، اور میں پہنچ گیا تو حضورؐ حضرت موسیٰؑ سے فرماتے ہیں کہ اے موسیٰؑ! تیری امت میں بھی غزالی کے پائے کا کوئی ہے! عرض کیا۔ اے اللہ کے نبیؐ! میری امت میں غزالی کے پائے کا کوئی نہیں ہے — تو جہاں غزالی کے پائے کا نہیں وہاں عمر فاروقؓ کے پائے کا کیسے ہو سکتا ہے؟ وہاں صدیق اکبرؓ کے مقام کا کیسے ہو سکتا ہے؟ اور یہی حکمت معلوم ہوتی ہے قرآن مجید نے تصریح فرما دی مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ ط (الفتح ۲۹) محمدؐ (صلی اللہ علیہ وسلم) تو اللہ کے رسول ہیں۔

بس یہ بات بہت اونچی ہے — لیکن وَالَّذِیْنَ مَعَهٗۤ اَشِدَّآءُ عَلَی الْکُفَّارِ رُحَمَآءُ بَیْنَهُمْ تَرٰىهُمْ رُکَّعًا سُجَّدًا یَّبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰہِ وَرِضْوَانًا ز سِیْمَاهُمْ فِیْ وُجُوْهِهِمْ مِّنْ اَثَرِ السُّجُوْدِ ط (الفتح ۲۹) اور آگے فرمایا۔ ذٰلِکَ مَثَلُهُمْ فِی التَّوْرٰىةِ ۚ وَمَثَلُهُمْ فِی الْاِنْجِیْلِ ۚ۔ ان کی یہ کیفیت تورات میں بھی ہے اور انجیل میں بھی ہے —

صدیق اکبرؓ کا مقام بڑا اونچا مقام ہے۔ اس میں شبہ نہ کیا جائے۔ قرآن مجید شہادت دیتا ہے۔ ثَانِیَ اثْنَیْنِ اِذْ هُمَا فِی الْغَارِ اِذْ یَقُوْلُ لِصَاحِبِهٖ لَا تَحْزَنْ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا ۚ (توبہ ۴۰) صدیقؓ! عالم اسباب میں تو ہمارے پاس کچھ نہیں ہے، یہ غار بھی تنگ سا غار ہے۔ باہر نکلتے ہیں تو ہمارے خون کے پیاسے کھڑے ہیں۔ لیکن لَا تَحْزَنْ، گھبرانے کی بات نہیں ہے اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا، اللہ تیرے ساتھ بھی ہے، میرے ساتھ بھی ہے، یہ ہے مقامِ صدیقیت۔ وہاں پر موسیٰ علیہ السلام نے کیا فرمایا؟

قاضی بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ یہاں فرق بیان کرتے ہیں کہ دیکھئے کلیم اللہؑ نے یہ فرمایا۔ کَلَّا ج اِنَّ مَعِیَ رَبِّیْ سَیَهْدِیْنِ ۝ (الشعراء ۶۲) میرا رب میرے ساتھ ہے۔ کیونکہ بنی اسرائیل مردود قوم تھی۔ یہ نہیں کہا کہ تمہارے ساتھ بھی ہے — لیکن یہاں نبیؐ شہادت دیتے ہیں۔ اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا؟ — جمع کا صیغہ ہے — اے صدیقؓ! اللہ میرے ساتھ بھی ہے، تیرے ساتھ بھی ہے — دونوں کے ساتھ اللہ کی معیت ہے۔

میں یہ عرض کر رہا تھا کہ نبی کا اعتماد کسی مقام پر بھی اللہ تعالے سے ہرگز نہیں اٹھ سکتا قرآن مجید میں آتا ہے انبیاء علیہم السلام کے متعلق۔ وَزُلْزِلُوْا حَتّٰى یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مَعَهٗ مَتٰى نَصْرُ اللّٰہِ ط اَلَآ اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ ۝ (بقرہ ۲۱۴) یہاں بعض لوگوں نے ترجمہ کیا کہ ایک وقت ایسا آتا ہے نبی پر بھی کہ نبی عالم اسباب میں اور نبی کے ساتھ ایمان والے بھی ہلا دیئے جاتے ہیں۔ عالم اسباب میں وہ

گھبرا جاتے ہیں اور یہ کہہ دیتے
ہیں کہ اللہ کی مدد کہاں ہے؟
اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ ○ یاد
رکھو اللہ کی مدد قریب ہے ——
تو یہاں پر رسول کو اُن ایمان
لانے والوں کے ساتھ ایک ہی
کلام میں منسلک فرما کر یہ جواب
اللہ تعالےٰ کی طرف سے فرما دیا
گیا حالانکہ محققین، مفسرین اس کا
ترجمہ یوں کرتے ہیں اور یہ ترجمہ
بالکل آیاتِ قرآنی کے مطابق ہے
اور مقام نبوت کے عین مناسب
ہے کہ یہاں تک یَقُوْلَ الرَّسُوْلُ،
رسول اور رسول پر ایمان لانے والے
آپس میں یوں بات کرتے ہیں۔
امت کیا کہتی ہے؟ مَتٰی نَصْرُ اللّٰہِ
اللہ کے نبی! جس مدد کا تو نے
وعدہ کیا وہ مدد کہاں ہے؟
نبی فرماتا ہے اَلَا اِنَّ نَصْرَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ ○
اللہ کی مدد قریب ہے۔ کہنے والی
امت، جواب دینے والا نبی ——
چنانچہ سارا قرآن گواہ ہے۔ کسی
مقام پر بھی کسی نبی علیہ السلام نے
یہ نہیں فرمایا کہ اللہ! تیری مدد
کہاں ہے۔ اگر نبی کا اعتماد نہیں
خداوند تعالےٰ کی ذات پر تو بتایئے
پھر اور کس پر اعتماد باقی رہ سکتا
ہے؟

عرض کرنے کا مفہوم یہ ہے
کہ اللہ تعالےٰ نے مجھے آپ کو
پیدا فرمایا، ساری کائناتِ انسانی کو
پیدا فرمایا۔ تو ہمیں پیدا فرما کر
ہمارے لیے ہمارے بناؤ اور بگاڑ
کے راستے بھی متعین فرما دیے اور
یہ فرما دیا کہ دیکھو۔ ان راستوں
کے بغیر اگر تم چلوگے تمہیں کبھی
بھی کامیابی نہیں ملے گی۔ تم تباہی
کے غار کی طرف ہی جاتے رہوگے۔
ہدایت اور کامیابی، نجات اور
فلاح اُس راستے میں ہے جو میں
نے سب نبیوں کو دے کر بھیجا
اور سب سے آخری نبی کو جو
یہ پیغام دیا۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ
لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ
نِعْمَتِیْ وَرَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ
دِیْنًا ط (مائدہ ۳) میں نے تمہارے
لیے اپنی نعمت کو کامل کر دیا۔
تمہارے لیے اسلام کو بطور دین
کے پسند کر لیا۔ اب تمہیں یہ
نہیں چاہیے کہ تم اسلام کے ہوتے
ہوئے، اسلام کا دعوےٰ کرتے ہوئے
نظریں کسی اور کی طرف اٹھاؤ۔
و پھر موجد تو تم نے مجھے
مانا لیکن اصلاح کرنے والا کسی
اور کو تم نے مان لیا۔ میں نے
تمہیں پیدا کیا، میں نے تمہارے لیے
سامان ہدایت مہیا کیے۔ میں نے
نبیوں کو وقتاً فوقتاً بھیجا۔ حتیٰ کہ
آخری نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) اس
دین کامل کو لے کر آئے جو رہتی
دنیا تک تمہارے لیے راہِ نجات
متعین کرنے والا ہے۔ اور تنبیہ
کرتے ہوئے فرمایا۔ سُن لو میری
بات! مَنْ یَّبْتَغِ غَیْرَ الْاِسْلَامِ
دِیْنًا —— کتنا کھلا ارشاد ہے۔ مَنْ
کوئی بھی ہو، کسے باشد، یَبْتَغِ،
ڈھونڈے گا، چاہے گا (ابتغاء کا
معنیٰ چاہنا) ڈھونڈتا ہے۔ غَیْرَ
الْاِسْلَامِ دِیْنًا، اسلام کے سوا
کسی اور چیز کو راہِ نجات، دستورِ
حیات، نظامِ حیات تلاش کرتا ہے۔
ابھی پایا نہیں —— کلمہ بھی پڑھتا ہے
لیکن دل میں یہ سوچتا ہے، کاش
کوئی اور راستہ مل جاتا —— فرمایا:
فَلَنْ یُّقْبَلَ مِنْہُ ج اس سے دوسرا
راستہ کبھی قبول نہیں کیا جائے گا۔
وَھُوَ فِی الْاٰخِرَۃِ مِنَ الْخٰسِرِیْنَ ○
اور وہ انجام کار تباہ اور برباد
ہی ہو کر رہے گا۔ آخرۃ کا معنیٰ
قیامت بھی ہے اور نتیجہ سمجھ لیا
جائے تو ممکن ہے بطور تاویل کے
یہ بھی صحیح ہو سکے۔ ساری دنیا
پر نظر ڈال کر دیکھ لیجیے۔ جتنا زمانہ
نورِ نبوت سے کٹتا جا رہا ہے دنیا
تباہ ہو رہی ہے کہ آباد ہو رہی
ہے؟ ظَہَرَ الْفَسَادُ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ
بِمَا کَسَبَتْ اَیْدِی النَّاسِ (روم ۴۱)
فرمایا ساری کائنات میں فساد پھیل
چکا۔ ظَہَرَ۔ غالب ہو گیا —— نہ
فضاؤں میں امن، نہ دریاؤں میں
امن، نہ سمندر کی تہ میں امن نہ
غاروں میں امن، کہیں امن نہیں،
امن ہے تو رحمتِ دو عالمؐ کے
دامن میں اور وہاں جانے کے لیے
کوئی تیار ہی نہیں ہوتا (اللہ مجھے
آپ کو جانے کی سعادت عطا
فرمائے) جہاں امن ہے وہاں جاتے
نہیں اور جہاں امن نہیں ہے وہاں
جاتے ہیں۔

رسولؐ سے دوری

قرآن شریف میں بالکل
واضح ارشاد ہے وَمَنْ یُّشَاقِقِ
الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَیَّنَ
لَہُ الْھُدٰی وَیَتَّبِعْ غَیْرَ سَبِیْلِ
الْمُؤْمِنِیْنَ نُوَلِّہٖ مَا تَوَلّٰی
وَنُصْلِہٖ جَہَنَّمَ ط وَسَاءَتْ
مَصِیْرًا ○ (النساء ۱۱۵) جس نے
رسولؐ سے دوری اختیار کر لی
شق کہتے ہیں چاند کے دو ٹکڑے
الگ الگ کر دینا، چادر ایک
دو ٹکڑے بنا دیئے۔ جس نے دوری
اختیار کر لی رسولؐ سے۔ اس رسول
سے کون سا رسول مراد ہے؟ جناب
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
جس نے اس رسول سے دوری
اختیار کر لی، یعنی اس راستے
چلتا ہے جو مومنوں کا راستہ نہیں
ہے، یہ دلیل ہے کہ وہ کٹ چکا
ہے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے، صحابہؓ سے کٹ گیا، تابعین
سے کٹ گیا، تبع تابعین سے کٹ
گیا، علماءِ حق سے کٹ گیا
صوفیاءِ عظام سے کٹ گیا ——
شاخیں بنائیں محمد رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم نے، ان شاخوں کو قبول
نہیں کرتا پھر کیسے پہنچ سکتا
رسولؐ تک؟ اور جس نے رسولؐ
چھوڑا خدا اُس سے ناراض ہے۔
مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ
(النساء ۸۰) جس نے رسولؐ کی بات
اب اس کو یہ شک نہیں ہونا چاہیے
کہ اللہ تعالےٰ راضی ہے یا ناراض
یاد رکھو! مَنْ یُّطِعِ الرَّسُوْلَ
جس نے میرے رسولؐ کی بات
مان لی، بس اب اس کو یقین
کر لینا چاہیے فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰہَ
اُس نے اللہ کی بات مان لی
رسول کریمؐ کوئی بات نہیں فرماتے
جو اللہ کی مرضی کے خلاف ہو
رسول کریمؐ کوئی کام نہیں کرتے
اللہ تعالےٰ کی پسندیدگی کے خلاف

—— نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی ، فرمایا مطالبے پھر ضرورت نہیں ہے ۔ خدا سمجھتا خدائی ووٹوں پر موقوف نہیں نے ہے کہ ووٹر چلا جائے تو خدائی معاذ اللہ (نعوذ باللہ) ختم ہو جائے گی ۔ فرمایا تا نہیں نہیں ۔ جب تم نہیں تھے تب دیکھی میں تھا ۔ تم جب نہ ہو گے بھی میں ہوں گا ، تم جب ہو بھی میں ہوں ۔ میں تمہارا محتاج نہیں ہوں ۔ وَاللّٰهُ الْغَنِیُّ وَاَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ (محمد ۳۸) تم محتاج ہو ، کسی کا محتاج نہیں ہوں ، تم میری عبادت کو چھوڑ دو جنات سجدہ کریں گے ، شجر و حجر میرا کلمہ پڑھیں گے ، کون ہو ؟ میری خدائی تم پر موقوف نہیں ہے ۔ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰی ، میں بھی پھر اُدھر ہی دھکیل دُوں گا ، جدھر وہ جانا چاہتا ہے ، مجھے ضرورت نہیں ہے ۔ اور انجام کار دھکیلتے دھکیلتے نُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ط اس کو ہم جہنم میں جلنے کے لیے داخل کر دیں گے ، وَسَآءَتْ مَصِيْرًا ہ اور جہنم بہت ہی بڑا ٹھکانہ ہے (اللہ آپ کو اس سے محفوظ رکھے)

میرے دوستو ! رب العالمین نے تمہیں پیدا فرمایا ، ہمارے لیے نظام نجات متعین فرمایا ۔ وہ نظام سمجھانے کے لیے نبیوں اور رسولوں کو بھیجا ۔ اور سب سے آخری نبی جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمایا ۔ حضورؐ نے دنیا والوں کو بتا دیا کہ اے لوگو ! اے انسانو ! اعرب نہیں ، مکے والو نہیں ، مدینے والو نہیں ، ایشیا والو نہیں ، افریقہ امریکہ والو نہیں) جب تک دنیا میں ناس کا وجود ہے ۔ میں سب کی طرف خدا کا رسول ہوں ۔ اللہ نے مجھے تمہاری اصلاح کے لیے بھیجا ہے ، اللہ نے مجھے بھیجا تو میری بات مانو ۔ جن کو اللہ نے نہیں بھیجا اُن کی بات کیوں مانتے ہو ؟ —— پالنے والا تمہیں اللہ ، پیدا کرنے والا تمہیں اللہ اور مجھے تمہاری ہدایت کے لیے بھیجنے والا اللہ ، تم میری بات مانتے ہی نہیں ۔ جسے اللہ مردود قرار دے اُس کی بات تم کیوں مانتے ہو ؟ پھر نتیجہ نکلے گا کہ تم اللہ ہی کو نہیں مانتے ۔ اب کائنات میں جہاں کہیں بھی انسانیت موجود ہوگی تو اس کے لیے تب نجات ہوگی کہ وہ پڑھے لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط اس کے بغیر اس کے لیے نجات نہیں ہے ۔

اب ایک تھوڑا سا اشکال پڑ جاتا ہے ۔ وہ حل کر دُوں —— کہا جاتا ہے " جی اسلام تو ٹھیک ہے ، الحمد للہ مانتے ہیں لیکن یہ آج کل کے حالات کے لیے اَن فِٹ (UNFIT) ہے " یہ بھی ایک مغالطہ ہے —— " یہ آج کل کے حالات کے ساتھ چلتا نہیں " —— کیوں نہیں چلتا ؟ ہم نے کبھی چلا کر دیکھا ہے ؟ " —— اگر سارے مسلمان ایک ہفتہ پکّے مسلمان ہونے کا مَنا لیں ، کوئی بے نماز نہ رہے ، کوئی بُرے فعل کا مرتکب نہ ہو ، کوئی شراب کو ہاتھ نہ لگائے ، یہ گانے بجانے سات دن بند کر دیں ، کوئی حرام نہ کھائے ، اللہ کے دین میں سارے آجائیں تو پھر دیکھ لیجئے آیا خدا تعالیٰ مدد کرتا ہے کہ نہیں کرتا ؟ خلافتِ راشدہ کا دَور آتا ہے کہ نہیں آتا ؟

اِنْ تَنْصُرُوا اللّٰهَ يَنْصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ہ (محمد ۷)

فرمایا تم نے اگر اللہ کی مدد کی ، اللہ کے دین کو تھاما تو میں وعدہ کرتا ہوں يَنْصُرْكُمْ اللہ تمہاری مدد کرے گا ۔ وَيُثَبِّتْ اَقْدَامَكُمْ ہ اور کافروں کے مقابلے میں تمہیں میں فتح دُوں گا ۔ اور ہماری تو بیّن تاریخ ہے ۔ دُنیا میں کوئی ہے ایسی تاریخ بتانے والا ؟ ہمارا تو عظیم پس منظر ہے مگر افسوس تو یہ ہے آج مسلمان پر اقبال کا وہی شعر صادق آتا ہے جس میں وہ بیچارا رونا رو گیا ہے

وائے ناکامی متاعِ کارواں جاتا رہا
کارواں کے دل سے احساسِ زیاں جاتا رہا

متاع لُٹ گئی ، فکر ہی نہیں ہے اپنی تاریخ اٹھا کر دیکھو امام الانبیاء کے دَور سے پانچسو سال تک دیکھو ایشیا کو اور پھر اُس کے بعد تم اپنے برصغیر کو دیکھو آٹھ سو سال تک تم نے یہاں پر حکومت کی ، دیکھو تمہیں یہ کس کے صدقے میں ملا ؟ اسلام کو اپنا کر یا اسلام کو چھوڑ کر ؟ جب اسلام کو چھوڑا تو ادبار کا منہ دیکھنا پڑا ۔ ترکی سے لے کر انڈونیشیا تک نظر دوڑا جائیے ، یہ جو حدِّ فاصل ہے ، اللہ نے مسلمانوں کو بڑی طاقت عطا فرمائی ، اللہ مسلمانوں کے دلوں میں وہ یقین پیدا فرما دے جو پہلے تھا ۔ مسلمان دونو بازوؤں پر حکومت کر سکتا ہے ، اپنی سطوت کے جھنڈے لہرا سکتا ہے ، ترکی سے لے کے انڈونیشیا تک یہ پوری ایک حدِّ فاصل ہے نقشے پر جغرافیہ دیکھ لیجئے ۔ یہ فصیل ہے ، اس فصیل پر کھڑا ہونے والا دائیں پر بھی حکومت کر سکتا ہے ، بائیں پر بھی حکومت کر سکتا ہے ۔ کاش کہ وہ مسلمان ہو ۔

خلیفہ ولید بن عبدالملک : خلافتِ راشدہ کو تو چھوڑ دیجئے وہ تو پاکیزہ انسان تھے ۔ بعد کے حالات آپ کے سامنے ہیں ۔ خلیفہ ولید ابن عبدالملک اتنی بڑی حکومت کا مالک تھا ۔ مؤرخین فرماتے ہیں کہ اُس کی سرحدات میں اگر ایک جانب سے تیز رَو گھوڑا چلتا یا اونٹنی سوار چلے تو دوسری حد تک پہنچنے کے لیے پندرہ مہینے کا وقفہ درکار ہوتا ۔ کس کی بدولت تھی یہ چیز ؟ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی بدولت ۔ اور ہارون الرشید کا تو مشہور مقولہ ہے ، زبیدہ کا خاوند ، نہرِ زبیدہ کو کھودنے والی ، جس کو اللہ نے بہت بڑا مقام عطا کیا ، صدقۂ جاریہ کا دُنیا میں نمونہ پیش کرنے والی ، جس کی نہر زبیدہ مکّے میں چلتی ہے منیٰ میں چلتی ہے ، عرفات میں چلتی ہے کروڑوں انسان پانی پیتے ہیں ، غسل کرتے ہیں ولی پیتے ہیں ، صدیق پیتے ہیں ، شہید پیتے ہیں ، غوث پیتے ہیں ، اور ہم جیسے گنہگار بھی پی لیتے ہیں ۔ ہارون الرشید کا مشہور مقولہ تاریخوں میں ہے اور یورپین مؤرخوں نے بھی نقل کیا ۔ کہتے ہیں کہ جب ہارون الرشید کے دَور میں بغداد پر بدلی آ جاتی ، بادل چھا جاتا تو ہارون الرشید یہ کہتا کہ " اے بادل ! تو ناز نہ کر ، تو نخرا نہ کر ، مجھے تیرے یہاں برسنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے ۔ کیوں ؟ تو جہاں بھی برسے گا وہاں کا خراج بغداد آ کر رہے گا ۔ تُو میری مملکت سے باہر جا ہی نہیں سکتا " ہارون الرشید کا یہ جملہ مشہور ہے کہ او بادل ! نہیں برستا بغداد میں ، نہ برس ، کہاں برسے گا ؟ ایران میں برسے گا ؟ چلو مصر میں برسے گا ؟ سعودی عرب میں برسے

(باقی صفحہ ۱۵ پر)

مجلسِ ذکر

ایمان کامل کی چار علامات

از حضرت مولانا الحاج سید امین الحق صاحب مدظلہ ——— مرتبہ: محمد عثمان غنی

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی ، اَمَّا بَعْدُ: فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ: بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ــــ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے مَنْ اَحَبَّ لِلّٰہِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰہِ وَ اَعْطٰی لِلّٰہِ وَ مَنَعَ لِلّٰہِ فَقَدِ اسْتَکْمَلَ الْاِیْمَانَ ۔ جس نے محبت کی کسی سے اللہ کے لیے اور کسی سے بغض کیا تو اللہ کے لیے اور کسی کو کچھ دیا تو محض اللہ کے لیے اور جس کسی سے کچھ روکا تو فقط اللہ کے لیے ۔ تو ایسے شخص نے اپنا ایمان کامل کر لیا ۔ قرآن شریف میں آتا ہے ــــ تَعَاوَنُوْا عَلَی الْبِرِّ وَالتَّقْوٰی وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَی الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (المائدہ ۲) تقویٰ اور بھلائی میں امداد کیجیو ، گناہ اور تعدّی میں ، حد سے تجاوز میں کسی کی مدد مت کیجیو ــــ حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ــــ جس نے کسی بدعتی کی مدد کی اس نے دین کو اکھاڑ دیا ۔ کون ایسا خوش نصیب ہو گا کہ اس کی دوستی بھی اور دشمنی بھی اللہ کے لیے ہو اور اس کا دینا اور روکنا بھی اللہ کے لیے ہو ؟ ہیں ضرور ۔ لیکن بہت کم ایسے لوگ ہیں ۔

حضرت علی رضی اللہ تعالےٰ عنہ سے ایک بے دین لڑ رہا تھا ۔ حضرت علیؓ نے اس کو اٹھا کر زمین پر دے مارا ۔ وہ نیچے تھا اور حضرت علیؓ اوپر تھے ۔ اس نے آپؓ کے منہ پر تھوکا تو انہوں نے اُسے چھوڑ دیا ۔ اُس نے اُٹھ کر کہا کہ میں نے تو آپ کے منہ پر اس لیے تھوکا کہ آپ مجھے زیادہ ماریں گے مگر آپ نے مجھے چھوڑ دیا ۔ فرمایا پہلے میں تجھے خدا کے لیے مار رہا تھا ، اب اگر میں تجھے مارتا تو اپنے نفس کے تقاضا کے تحت مارتا ۔ اس لیے چھوڑ دیا ۔

دورِ صحابہ کے بعد تمام امّت کے اولیاء اور اصفیاء اکٹھے کیے جائیں تو وہ ابوبکر ، عمر ، عثمان اور علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کا مقابلہ کبھی نہیں کر سکتے ۔ لَوْ اَنْفَقْتَ مَا فِی الْاَرْضِ جَمِیْعًا مَّآ اَلَّفْتَ بَیْنَ قُلُوْبِھِمْ وَلٰکِنَّ اللّٰہَ اَلَّفَ بَیْنَھُمْ اِنَّہٗ عَزِیْزٌ حَکِیْمٌ ۝ (انفال ۶۳) اگر تم دنیا کی تمام دولت بھی صرف کرو ، اس قسم کی عظمت اور محبت لوگوں کے قلوب میں پیدا کرنا چاہو جو رسالت مآب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی صحبت اور تربیت نے صحابہؓ کے قلوب میں ڈالی تھی ، ناممکن ہے ۔ ہماری ہزار نمازیں بھی ہوں اُن کی ایک نماز کا مقابلہ بھی نہیں کر سکتیں ۔ ہم عبادت گزار ضرور ہیں لیکن ۔ ع

چہ نسبت خاک را با عالمِ پاک ؟

حضرت عمرؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا " عمرؓ ! جب تک میں سب سے زیادہ محبوب نہ سمجھا جاؤں اس وقت ایمان مکمل نہیں ہو سکتا ۔ حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ۔ میں نے کہا حضورؐ ! اپنی ماں سے ، اپنے باپ سے ، اپنے بیٹے سے ، اپنی بیٹی سے ، اپنی بیوی سے آپؐ کو محبوب تر جانتا ہوں لیکن میرا نفس کچھ مجھے عزیز تر معلوم ہوتا ہے " حضور (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ ابھی ایمان [illegible] ہے ۔ پھر حضرت عمرؓ فرماتے ہیں ــــ کہ رسالت مآب علیہ السلام نے میرے سینے پر ہاتھ مارا ۔ میرے قلب نے حضورؐ کی انگلیوں کی ٹھنڈک محسوس کی ۔ پھر کہا " حضورؐ ! اب آپ کو اپنے نفس سے بھی زیادہ عزیز جانتا ہوں " فرمایا کہ یہ ہے ایمان کامل ــــ

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا جنازہ باہر لایا گیا ، آپؓ کے گھر کا تمام اثاثہ باہر لایا گیا ۔ ساڑھے تین روپے کا اثاثہ تھا ابوبکرؓ کے گھر میں دو سال خلیفہ رہے ہیں ۔ اگر آج کوئی دو سال پٹواری رہا ہو اس کا سامان دو ٹرک بھی نہیں اٹھا سکتے ۔ حضرت عمرؓ نے دیکھ کر فرمایا " ابوبکرؓ ! تم نے میرے لیے بڑا مشکل بنا دیا " یہ حال ہے خلیفۃ المسلمین کا کہ ساڑھے تین روپے کا اثاثہ گھر سے باہر لایا جا رہا ہے ۔ حقیقت شناس تو یہی رنگ ہے ۔ ہماری نگاہ تو دولت پر پڑتی ہے ۔ اچھے کھانے اور اچھے لباس پر پڑتی ہے ۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو آپ حضرات نے اچھی طرح دیکھا ہے ۔ یہاں زناکار بھی آتے تھے ، بے نماز بھی آتے تھے ، ڈاکو اور قاتل بھی آتے تھے ، یہاں شرابی بھی آتے تھے ، بے نماز بھی آتے تھے ۔ ایسا ہے کہ کبھی آپ نے دیکھا ہے کہ اس قسم کے لوگوں کو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مسجد سے باہر نکالا ہو ۔ او بابا ! داڑھی منڈے بھی آتے تھے ، سبھی آتے تھے ۔ اچھے سے اچھے بھی آتے تھے ۔ ہم نے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا جس قدر محبت آپؒ علماء سے کرتے تھے اسی قدر محبت جہلاء سے بھی کرتے تھے اس کی وجہ یہ ہی ہوتی ہے کہ نہ کسی سے نفرت ہے نہ کسی سے محبت اور لگاؤ ہے ۔ ایک دل میں تو ایک ہی چیز سما سکتی ہے قرآن شریف میں آتا ہے دل تو ایک ہے اس میں دو متضاد چیزیں کیسے آ سکتی ہیں ؟ خدا کی محبت بھی ہو اور دولت مندوں ، وڈیروں اور دیگر لوگوں کی محبت بھی آ جائے ، یہ کیسے ہو سکتا ہے ؟ یہ تو نہیں ہو سکتا ۔ جو زہد اور عبادت سے آگے بڑھا اور عرفان تک پہنچا ۔ یہ وہ شخص ہے جس نے اپنے ایمان

کامل کر لیا۔ ارے میاں! تمام ...یں تو اسی لیے کی جاتی ہیں کہ ...ان میں خامی یا کوتاہی نہ رہے۔ ...ہ ایمان ہے جو آپ کے دماغ میں

بھی چمکتا ہے اور یہی ایمان ہے کہ آپ کے قلب کو بھی روشن کرتا ہے۔ اللہ ربّ العزّت ہم سب کو ایمان کامل نصیب فرمائے۔

دروسُ القرآن

از افادات شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی رحمتہ اللہ علیہ
مرتبہ: محمد مقبول عالم بی اے، ناظم مکتبہ خدام الدین شیرانوالہ دروازہ لاہور

درس مورخہ ۱۸ر مئی ۱۹۴۰ء

یوم جزا کا مالک اللہ ہے

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ جزا کے ...ن کا مالک۔

قیامت کے دن کا مالک وہی ...ہے۔ جب کہ بڑے بڑے متکبّر اور جابر ...بادشاہ موجود ہوں گے۔ لیکن کسی کو ...مارنے کی مجال نہیں ہو گی۔ دنیا ...مالک بھی وہی ہے اور قیامت ...مالک بھی وہی ہے۔ مطلب یہ ...کہ جس خدا کے ہاتھ میں فیصلے ...اختیار ہے، اس کی غدّاری سے ...۔ دنیا میں اس کی ربوبیت سے ...فائدہ اٹھا رہے ہو۔ قیامت کے ...ن سزا و جزا کا فیصلہ اُسی نے ...کرنا ہے۔ اسی لیے عبدیت کا تعلق ...اس سے درست ہونا چاہیے۔ نافرمانی ...اور غدّاری سے بچو تاکہ تمہارے ...حق میں اللہ اچھا فیصلہ کرے۔ ...جب اللہ کو حساب دینا ہے تو ...اس کے ساتھ تعلق درست رکھنے ...کی ضرورت ہے۔

جزائے اعمال

اللہ تعالٰے نے ہر چیز میں تاثیر ...رکھی ہے اور وہ تاثیر اُسی سے ...بے ساختہ ظاہر ہوتی ہے۔ جیسے نمک ...میں نمکینی، مرچ میں کڑواہٹ۔ اسی ...طرح سونف و اجوائن کی تاثیرات ...ہیں۔ ان کا ظاہر ہونا لازمی امر ...ہے۔ اسی طرح اعمال میں بھی ...ذاتی تاثیرات ہیں۔ جس قسم کے انسان عمل کرے گا اُسی قسم کی تاثیرات ظاہر ہوں گی۔ ؏

آنچہ برماست از ماست

اللہ کا کوئی حکم مصلحت و حکمت سے خالی نہیں ہے۔ فرمانبرداری کروگے تو جنّت ملے گی، غدّاری کروگے تو جہنّم میں جاؤگے۔ تاثیر اور مؤثر میں ارتباط ہوتا ہے۔ بعض ایسے گناہ ہیں جن کی وجہ سے قبر میں عذاب ہوگا۔

ایمان اور اسلام

جب بچہ بے سمجھ ہوتا ہے جو چیز ہاتھ میں آئے منہ میں ڈال لیتا ہے۔ اسی طرح اللہ تعالٰے کے مقابلے میں ہم بے سمجھ بچے ہیں۔ اللہ تعالٰے سے پوچھ کر کام کریں، تاکہ بُرے کاموں سے بچیں۔ اللہ کے ہر حکم کی تعمیل کا ارادہ کرنے کا نام ایمان ہے اور تعمیل کرکے دکھانے کا نام اسلام ہے۔ بڑے بڑے زمیندار ہیں لیکن بے ایمان۔ ڈیڑھ صفحہ قرآن کا انکار لکھ کر دے رکھا ہے کہ شریعت پر عمل نہیں کریں گے رواج پر عمل کریں گے۔ ایمان میں کفر مل جائے تو سارا کفر ہو جاتا ہے۔ جیسے دودھ میں ذرا سا پیشاب مل جائے تو سارا دودھ پلید ہو جاتا ہے۔ بڑے بڑے سر، خان بہادر اور نواب تھے مگر بڑے بے ایمان، جنہیں تم ووٹ دے کر اسمبلی میں بھیجتے تھے۔ مانعین زکوٰۃ ایک فقرے کے انکار سے کافر ہوئے تو تم کیسے ایماندار ہو؟ جس کی کمائی میں حلال کے ساتھ حرام مل جائے تو حلال کی برکت بھی اُڑ جاتی ہے۔ جس قدر زمیندار تنگ دست تھا، اتنا کوئی بھی نہیں تھا، نوابی کے لقب سے ملقب تھے لیکن مرتے تو دس دس لاکھ روپیہ قرض چھوڑ کر مرتے تھے۔ یہ لعنت ہے۔ اللہ کی بغاوت کرکے آسودگی ملے، یہ محال ہے۔ حلال کے پیسے میں برکت ہے۔ برکت یہ ہے کہ دل میں اطمینان ہو، آپس میں الفت و محبت ہو اور حاجتیں سب پوری ہوں۔ بغاوت کرو اور پھر چین سے بیٹھ کر کھاؤ، یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ جتنی زمینداروں میں دشمنیاں تھیں، مقدمے بازی تھی، اُتنی کسی قوم میں نہیں تھی جتنی لعنت ان کے گھروں میں برستی تھی اتنی کسی اور قوم پہ نہیں برستی تھی، نہ لوہار، نہ ترکھان، نہ جولاہے پر۔ سب قوموں سے زیادہ زمیندار مقروض تھا۔ مقدمہ بازی میں گرفتار تھا۔ اب تو پاکستان بن گیا ہے اور انگریز حاکم نہیں ہے۔

اللہ کا رسول حکم دے، اسے قبول کرو۔ اس پر عمل کرو، اور جس سے روکے، اس سے رُک جاؤ۔ سرکار کا حکم کافی ہے۔ پنجاب میں بے ایمان کو مسلمان اور مسلمان کو بے ایمان کہتے ہیں۔ بڑے بڑے وزیر زمیندار تھے اور مسلمان لیکن کیا اُن میں ایمان بھی تھا؟ ایمان اور اسلام ہوتا تو ذلیل نہ ہوتے۔ اگر محمدی مسلمان ہوتے تو مار نہ کھاتے۔ اب تو انگریز حاکم نہیں ہے۔ پہلے تو معذور تھے، اب نہیں ہو، اب مسلمان حاکم ہے لیکن کیا تم پہلے سے سدھرے ہو یا پہلے سے زیادہ خراب ہو گئے ہو؟ رشوتیں، ظلم زیادہ ہو گئے ہیں۔ پہلے افسر غریب کی نہیں سنتے تھے، کیا اب سننے لگ گئے ہیں؟

ایمان مخلوط بالکفر

یاد رکھو گناہوں کی سزا دنیا ہی سے شروع ہو جاتی ہے بچ جائے تو قبر اور حشر میں ملتی ہے۔ اگر سارے حکموں کو مانو مگر ایک کو نہ مانو تو یہ

ایمان مخلوط بالکفر ہے اس کی سزا ذلت ہے۔ اَفَتُؤمِنُوْنَ بِبَعْضِ الْكِتٰبِ وَ تَكْفُرُوْنَ بِبَعْضٍ فَمَا جَزَآءُ مَنْ يَّفْعَلُ ذٰلِكَ مِنْكُمْ اِلَّا خِزْيٌ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ يُرَدُّوْنَ اِلٰٓى اَشَدِّ الْعَذَابِ وَمَا اللّٰهُ بِغَافِلٍ عَمَّا تَعْمَلُوْنَ ٥ (۲ : ۸۵)

کیا تم کتاب کے ایک حصے پر ایمان رکھتے ہو اور دوسرے حصے کا انکار کرتے ہو، پھر جو تم میں سے ایسا کرے۔ اس کی سزا یہی ہے کہ دنیا میں ذلیل ہو اور قیامت کے دن بھی وہ سخت عذاب میں دھکیلے جائیں اور اللہ اس سے بے خبر نہیں جو تم کرتے ہو، قیامت کے دن آخری حساب بے باق ہو گا۔ گناہوں کی سزا دنیا میں ملتی ہے، پھر قبر میں ملتی ہے۔ اگر ختم نہ ہو تو پھر حشر میں دوزخ میں جا کر ملے گی۔

ہو بے شک اللہ سب گناہ [illegible] دے گا، بے شک وہ بخشنے والا [illegible] والا ہے۔ اور اپنے رب کی طرف [illegible] رجوع کرو اور اس کا حکم [illegible] اس سے پہلے کہ تم پر عذاب [illegible] پھر تمہیں مدد بھی نہ مل سکے اور [illegible] اچھی باتوں کی پیروی کرو جو [illegible] رب کی طرف سے نازل کی گئی [illegible] تمہاری طرف۔ اس سے پہلے [illegible] پر ناگہاں عذاب آ جائے اور [illegible] خبر بھی نہ ہو۔ کہیں کوئی کہنے [illegible] ہائے افسوس اس پر جو میں نے [illegible] کے حق میں کوتاہی کی اور میں [illegible] ہنسی ہی کرتا رہ گیا۔ یا کہنے [illegible] اللہ مجھے ہدایت کرتا تو میں پرہیزگاروں [illegible] میں ہوتا۔ یا عذاب کو دیکھ کر [illegible] لگے کاش مجھے واپس لوٹنا [illegible] تو میں نیکوکاروں میں سے ہو [illegible] ہاں تیرے پاس میری آیتیں آ چکی [illegible] سو تو نے انہیں جھٹلایا اور [illegible] تکبر کیا اور تو انکار کرنے [illegible] میں سے تھا۔ (سورہ زمر ۵۳ تا ۵۹)

اسلام سے نفور عوام کا [illegible]

اے رسولؐ! ان کا غم نہ [illegible] جو دوڑ کر کفر میں گرتے [illegible] لوگ جو اپنے منہ سے کہتے [illegible] ہم مومن ہیں حالانکہ ان کے [illegible] مومن نہیں ہیں ــــ یہ وہی [illegible] ہیں جن کے دل پاک کرنے [illegible] نے ارادہ نہیں کیا۔ ان کے [illegible] دنیا میں ذلت اور آخرت میں [illegible] عذاب ہے۔ (سورت مائدہ آیت [illegible])

لوگ قرآن پاک میں غور کیوں [illegible] کرتے۔ کیا ان کے دلوں پر قفل [illegible] ہوئے ہیں۔ (سورہ محمدؐ)

اپنی شرارت کا مزہ چکھ [illegible]

قسم ہے ان ہواؤں کی جو [illegible] وغیرہ) اڑانے والی ہیں۔ پھر [illegible] بادلوں کی جو بوجھ (بارش [illegible]) اٹھانے والے ہیں۔ پھر ان [illegible] کی جو نرمی سے چلنے والی [illegible] ان فرشتوں کی جو حسب [illegible] تقسیم کرنے والے ہیں۔ بے شک [illegible] قیامت کا تم سے وعدہ [illegible] ہے وہ سچ ہے اور بے شک [illegible]

ہم قرآن میں غور کیوں نہیں کرتے؟

دنیا کے خطرناک حالات سے عبرت پکڑنے کی ضرورت

حسّاس، ملتان

خدام الدین کے صفحات میں حق و صداقت پر مبنی مذہبی اور سیاسی تبصروں سے قارئین کو بصیرت افروز راہ نمائی اور صحیح ہدایت حاصل ہوتی ہے امید ہے کہ بفضلہ تعالےٰ ملک کے تازہ ترین حالات پر فراست مومن سے کام لے کر ایسا قدم اٹھائیں گے جو خدا کی خوشنودی کا باعث ہو۔

قلْ ھو القادر ـــ تا ـــ لعلھم یفقھون ـ (سورہ الانعام آیت ۶۵)

کہہ دیجئے وہ اس پر قادر ہے کہ تم پر عذاب اوپر سے بھیجے یا تمہارے پاؤں کے نیچے سے یا تمہیں مختلف فرقے بنا کر ٹکرا دے اور ہر ایک کو لڑائی (بے اتفاقی) کا مزہ چکھا دے۔ دیکھو ہم کس طرح مختلف طریقوں سے دلائل بیان کرتے ہیں تاکہ وہ سمجھ جائیں۔

ظھر الفساد فی البر... الخ (سورہ الروم آیت ۴۱) خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب سے فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے شاید کہ وہ باز آ جائیں۔

و من قتل مؤمناً متعمداً ..... الخ۔ (سورہ النساء۔ آیت ۹۳) اور جو کوئی کسی مسلمان کو جان کر قتل کر دے تو اس کی سزا دوزخ ہے جس میں ہمیشہ رہے گا اس پر اللہ کا غضب اور اس کی لعنت ہے اور اللہ نے اس کے لیے بڑا عذاب تیار کر رکھا ہے۔

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ اگر کوئی مسلمان کسی مسلمان کو قصداً مار ڈالے تو وہ دوزخی ہو چکا۔ اس کی توبہ قبول نہیں ــ بعض علماء نے لکھا ہے کہ اس کی سزا تو یہی ہے جو مذکور ہوئی۔ آگے اللہ مالک ہے: ۱۲منہ (موضح القرآن)

سوال پیدا ہوتا ہے کہ غیر مسلم ممالک میں آباد مظلوم مسلمان تو بارگاہِ الٰہی میں فریاد کر سکتا ہے کہ اے میرے پروردگار! اسلام دشمن درندوں نے مجھے محض کلمہ گو مسلمان ہونے کی بناء پر شہید کیا ہے لیکن مسلمان حکومتوں میں آئے دن انفرادی اور اجتماعی ہنگاموں میں مرنے اور مارنے والے مسلمان خدا تعالےٰ کے سامنے کیا منہ لے کر جائیں گے؟

رحمت کا تصوّر

کہہ دو ــ اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا ہے اللہ کی رحمت سے مایوس نہ

جزا ضرور ہونے والی ہے۔ آسمان
ل دار کی قسم ہے البتہ تم پیچیدہ
تین میں پڑے ہوئے ہو۔ قرآن
ے وہی روکا جاتا ہے جو ازل سے
راہ ہے۔ اٹکل پچو باتیں بنانے والے
ارت ہوں وہ جو غفلت میں بھولے
ہوئے ہیں۔ پوچھتے ہیں فیصلہ کا دن
کب ہوگا۔ جس دن وہ آگ پر
عذاب دیے جائیں گے۔ اپنی شرارت
کا مزہ چکھو۔ یہی ہے وہ (عذاب)
جس کی تم جلدی کرتے تھے۔
(سورہ الذاریات۔ آیات ۱ تا ۱۴)

اسلامی تہذیب و تمدن کے ثمرات

مسلمان ــــ جب
قرآن مجید کی تعلیمات کی مشعلیں
ہاتھوں میں لے کر نکلے
تو
دنیا کی تاریکیوں میں اُجالا کر دیا
نینوا اور بابل کی تہذیب شکست کھا گئی
فارس اور روم کے تمدن نے منہ چھپا لیا

تحریر: عبدالرحمٰن لدھیانوی، شیخوپورہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور
بہ کرام رضؓ سادہ کھانے، سادہ پہننے
آرام کرنے اور زیادہ محنت اٹھانے
زندگی کو ہر وقت کام میں
ے رکھنے، بہت تھوڑے لباس
تھوڑی چیزوں پر قناعت فرمانے
شاہی کے تخت زریں اور حکمرانی
مسند اعلیٰ پر ٹیک لگانے کی
تے کھجور کے منبر، معمولی سے بوریہ
صاف زمین پر بیٹھنا پسند فرمایا
تے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ
م کی زندگی سادہ تھی اُن کی
وریات زندگی بہت کم تھیں۔
ان فارس کی طرح نہ وہ جاہ و
کے دلدادہ تھے اور نہ مہاراجگان
کی طرح ان کی مجلسوں میں
نغمہ اور موسیقی و شعر کا
تھا۔ سادگی اور بے تکلفی کی
سے اچھی مثال اور کیا مل
ہے کہ وہ بزرگ ضرورت کے
خود اپنے ہاتھ سے اس کے
کرنے کو عادۃً خیال کرتے تھے۔

اب اسلامی تمدن معرضِ زوال میں آ چکا ہے۔ مسلمانوں نے سادگی، پاکی، محنت و مشقت اور عمل و جہد کو گم کر کے مغربی تہذیب کے تمام تکلفات، اس کی بے حجابی کی ساری لعنتوں اور اس کی ظاہری نمائش و آرائش کی سب ذلتوں کو خود قبول کر لیا ہے۔

ہمیں اگر اپنی دولت گم شدہ اور عظمتِ رفتہ حاصل ہو سکتی ہے تو اس ایثار و جفاکشی سے جو ہمارے نبی و آقا (صلی اللہ علیہ وسلم) کا طغرائے امتیاز تھا اس تمدن اور تہذیب کو اختیار کرنے سے جس پر ہمارے صحابہؓ کاربند تھے اسی مساوات، اعتدال، ایمان، اسلام، سادگی اور پاکی کو اپنا نصب العین بنانے سے جو دورِ اوّل میں ہماری زندگی کی عظیم الشان خصوصیات تھیں اور جنہیں اپنا کر ہم نے عرب و عجم کا تختہ اُلٹ دیا تھا۔

اسلام لوگوں کے قلوب میں گھر کرتا چلا گیا اس کے سپاہیانہ، مجاہدانہ اور بے تکلفانہ نظام نے دوسری ان تمام تہذیبوں اور تمدنوں کو خس و خاشاک کی طرح اڑا دیا۔ جن کی صورت اگرچہ دلفریب اور جاذبِ نظر تھی مگر خود ان تہذیبوں اور تمدنوں کے اختیار کرنے والوں کی تن آسانی اور عافیت کوشی نے اندر ہی اندر ان کے جسموں کو کھوکھلا کر دیا تھا۔

اسلام اگرچہ توحید پر قائم ہے اور اس کی پاک تعلیمات کا پہلا سبق خدا کی وحدانیت، رسولؐ کی رسالت، حشر و نشر کی سچائی، مواخذۂ آخرت کی بے پناہی، اچھے اعمال پر انعام اور بدکاریوں کی مہیب سزا، آتشِ جہنم کی دلفگاریوں اور جنت النعیم کی جاں بخشیوں پر قائم ہے۔ لیکن ہر شخص جانتا ہے کہ اس کے ساتھ ہی اس نے انسانی دنیاوی زندگی پر بھی پوری توجہ دی اور اس نے مسلمانوں کو سونے، جاگنے، اٹھنے، بیٹھنے، کھانے، پینے، آنے جانے، ملنے جلنے، لینے دینے، روپیہ پیسہ پیدا کرنے، صدقہ و خیرات کرنے، سلطنتیں بنانے اور حاصل کرنے، زمینوں میں کاشت کرنے اور ان کی پیداوار سے فائدہ اٹھانے، دوسری قوموں سے تعلقات استوار کرنے اور دوسرے ممالک میں تجارتی اور سیاحتی سفر کر کے وہاں کی مصنوعات و پیداوار سے حصہ پانے، تجارت کرنے، کاروبار پھیلانے، علم حاصل کرنے، مکانات بنانے، باغات تیار کرنے، نہریں کھودنے اور سڑکیں تیار کرنے کا پورا اختیار دیا ہے ان چیزوں کی پوری رغبت دلائی ہے۔ اور اس ساری زندگی کے لیے خود اس نے کچھ ایسے نقشے، طریقے اور خاکے تیار کیے ہیں کہ اہلِ نظر آج نہیں سینکڑوں برس پہلے تسلیم کر چکے ہیں۔ کہ اسلام نے انسان کی زندگی کی جو تعلیم دی ہے وہ اپنی صورت اور سیرت کے اعتبار سے یقیناً بے مثل ہے اور کسی مذہب کی تعلیمات اس کے مقابلہ پر آنے کی ہمت نہیں کر سکتیں۔ اسی طرح یہ

بھی ایک تسلیم شدہ حقیقت ہے کہ مسلمان جب اپنی پاک تعلیمات کی مشعلیں ہاتھوں میں لے کر دوسرے ملکوں اور خطوں میں پہنچے تو انہوں نے وہاں کی تاریکیوں اور ظلمتوں میں اجالا کر دیا۔ بابل اور نینوا کی تہذیب ان کی تہذیب سے شکست کھا گئی، فارس اور روم کے تمدن نے اپنا منہ چھپا لیا اور ہندوستان کے آرین کلچر نے اس درجہ اسلام سے تاثر قبول کیا کہ بعض اوقات خود اس کا وجود ہی باقی نہیں رہا۔

یہ اسلام ہی کی پاک تعلیمات کا اثر تھا کہ جہاں مسلمان اپنی مستقل ایک تہذیب اور الگ اپنا قومی وجود رکھتے تھے وہاں دولت و سلطنت پر بھی ان کا قبضہ تھا۔ شاید ہی کوئی خطہ ایسا ہو جس کے سینہ پر ہمارے قدم نہ پہنچے ہوں۔ شاید ہی کوئی علاقہ ایسا ہو جو ہماری حکمرانی و سلطانی کے خوف سے کانپ نہ گیا ہو شاید ہی کوئی فضا ایسی ہو جو ہماری تکبیر کے پرخلوص اور برمحل نعروں سے گونج نہ اٹھی ہو۔

اور ہماری یہ کامیابیاں اس لیے حیرت انگیز نہیں کہ جو قوم کسی صحیح مذہب کی پیروی کرتی اور اپنی ساری زندگی کو کسی کامیاب اور کامل مذہب کی اطاعت میں بسر کرنے کا تہیہ کر لیتی ہو۔ اس قوم کا تمدن اتنا ہی اچھا، اس کی تہذیب ایسی ہی خوبصورت، اس کی سلطنتیں اور حکومتیں ایسے ہی پرامن، اس کی فتوحات اتنی ہی شاندار، اس کی تنظیم پائیداری پائیدار اور اس کی تمدنی و تہذیبی خصوصیات

ویسی ہی نادر ہوتی ہیں۔ مذہب بہت بڑی دولت ہے اور وہ اپنے حلقۂ غلامی میں آ جانے والوں کے لیے

سہولتوں کے میدان اس طرح یکے بعد دیگرے پیدا کرتا اور بناتا چلا جا رہا ہے۔

آدابِ ملاقات

حافظ قاری فیوض الرحمٰن ایم اے (عربی علوم اسلامیہ اردو فارسی)

اسلام میں پرائیویسی کا تصوّر

اسلام ہمیں اجازت نہیں دیتا کہ ہم کسی کے مکان میں اس کی اجازت کے بغیر جا داخل ہوں۔ اللہ تعالےٰ کا ارشاد ہے:۔

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَدْخُلُوْا بُیُوْتًا غَیْرَ بُیُوْتِکُمْ حَتّٰی تَسْتَاْنِسُوْا وَتُسَلِّمُوْا عَلٰٓی اَھْلِھَا ؕ ذٰلِکُمْ خَیْرٌ لَّکُمْ لَعَلَّکُمْ تَذَکَّرُوْنَ ۝ فَاِنْ لَّمْ تَجِدُوْا فِیْھَآ اَحَدًا فَلَا تَدْخُلُوْھَا حَتّٰی یُؤْذَنَ لَکُمْ ۚ وَاِنْ قِیْلَ لَکُمُ ارْجِعُوْا فَارْجِعُوْا ھُوَ اَزْکٰی لَکُمْ ؕ وَاللّٰہُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ عَلِیْمٌ ۝ (سورۃ نور پ ۱۸ آیت ۲۷-۲۸)

اے ایمان والو! مت جایا کرو کسی گھر میں اپنے گھروں کے سوائے جب تک اجازت نہ لے لو اور سلام کر لو ان گھر والوں پر۔ یہ بہتر ہے تمہارے حق میں تاکہ تم یاد رکھو۔ پھر اگر نہ پاؤ اس میں کسی کو تو اس میں نہ جاؤ جب تک اجازت نہ ملے تم کو۔ اگر تم کو جواب ملے کہ پھر جاؤ تو پھر جاؤ، اس میں خوب ستھرائی ہے تمہارے لیے، اللہ جو تم کرتے ہو اس کو جانتا ہے۔

حضرت مولانا شبیر احمد عثمانیؒ ان آیات کی تفسیر میں لکھتے ہیں:۔

"یعنی خاص اپنے ہی رہنے کا جو گھر ہو اس کے سوا کسی دوسرے کے رہنے کے گھر میں یونہی بے خبر نہ گھس جائے۔ کیا جانے وہ کس حال میں ہو اور اس وقت کسی کا اندر آنا پسند کرتا ہے یا نہیں۔ لہٰذا اندر جانے سے پہلے آواز دے کر

اجازت حاصل کرے اور سب سے بہتر آواز سلام کی ہے۔ حدیث میں ہے کہ تین مرتبہ سلام کرے اور اجازت داخل ہونے کی لے۔ اگر تین بار سلام کرنے کے بعد بھی اجازت نہ ملے تو واپس چلا جائے۔ فی الحقیقت یہ ایسی حکیمانہ تعلیم ہے کہ اگر اس کی پابندی کی جائے۔ تو صاحب خانہ اور ملاقاتی دونوں کے حق میں بہتر ہے۔ مگر افسوس آج مسلمان ان مفید ہدایات کو ترک کرتے جاتے ہیں۔ جن کو دوسری قومیں انہی سے سیکھ کر ترقی کر رہی ہیں۔

اگر یہ معلوم ہوا ہو کہ گھر میں کوئی موجود نہیں تب بھی دوسرے کے گھر میں بدوں مالک و مختار کی اجازت کے مت جاؤ۔ کیونکہ ملک غیر میں بدوں اجازت تصرف کا کوئی حق نہیں۔ نہ معلوم بے اجازت چلے جانے سے کیا جھگڑا پیش آ جائے۔ ہاں صراحۃً یا دلالۃً اجازت ہو تو جانے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

یعنی ایسا کہنے سے برا نہ مانو (کہ لوٹ جاؤ) بسا اوقات آدمی کی طبیعت کسی سے ملنے کو نہیں چاہتی یا حرج ہوتا ہے یا کوئی ایسی بات کر رہا ہے جس پر کسی غیر کو مطلع کرنا پسند نہیں کرتا تو تم کو کیا ضرورت ہے کہ خواہ مخواہ اس پر بوجھ ڈالو۔ اس طرح بار خاطر بننے سے تعلقات بہتر نہیں رہتے۔

وہ تمہارے تمام اعمال قلبیہ و قالبیہ سے باخبر ہے جیسا کچھ کرو گے اور جس نیت سے کرو گے حق تعالےٰ اس کے مناسب جزا دے گا اور اس نے اپنے علم محیط سے تمام امور کی

رعایت کرکے یہ احکام دیے ہیں۔

حضرت ابو موسیٰ الاشعری سے روایت ہے کہ آپ نے فرمایا:۔

اَلْاِسْتِیْذَانُ ثَلَاثٌ فَاِنْ اُذِنَ لَکَ وَ اِلَّا فَارْجِعْ کہ استیذان (اجازت) تین مرتبہ ہے اگر داخلے کی اجازت مل جائے تو فبہا ورنہ واپس لوٹ جائیے۔ (بخاری و مسلم)

اسلام نے صرف اجازت لینے ہی کی تلقین نہیں کی بلکہ اس بات پر بھی زور دیا ہے کہ کسی کے ہاں جاؤ تو دروازے کے سامنے نہ کھڑے ہوا کرو۔ دروازے سے ہٹ کر دائیں یا بائیں جانب کھڑا ہونا چاہیے۔ آپ نے دروازے پر کھڑے ہونے کے آداب بھی صحت سے تعین فرمائے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ محدثین حضرات نے مستقل باب باندھا ہے باب کیف یقوم عند الباب۔ یعنی انسان دروازے کے سامنے کیسے کھڑا ہو؟

ایک بار ایک شخص آیا اور حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے حجرۂ مبارکہ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا حضرت! اندر آنے کی اجازت ہے آپ اس وقت آرام فرما رہے تھے آپ نے فرمایا۔ اِنَّمَا جُعِلَ الْاِسْتِیْذَانُ مِنْ اَجْلِ الْبَصَرِ۔ اجازت مانگنے کا حکم تو اسی لیے دیا گیا ہے کہ اندر نگاہ نہ پڑے۔

یعنی جب تم اندر دیکھ رہے ہو تو اس سے میری پرائیویسی میں تو تم نے خلل ڈال دیا ہے۔ اب اجازت مانگنے سے کیا حاصل؟ پرائیویسی کا جو تصور اور مفہوم حضور سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے متعین کیا تھا۔ اس دور کی متمدن قومیں اس میں رتی بھر اضافہ نہ کر سکیں۔

ابو داؤد شریف میں ہے:۔

کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا اَتٰی بَابَ قَوْمٍ لَمْ یَسْتَقْبِلِ الْبَابَ مِنْ تِلْقَاءِ وَجْہِہٖ وَلٰکِنْ مِنْ رُکْنِہِ الْاَیْمَنِ اَوِ الْاَیْسَرِ ثُمَّ یَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَ ذٰلِکَ لِاَنَّ الدُّوْرَ یَوْمَئِذٍ لَمْ یَکُنْ عَلَیْھَا سُتُوْرٌ۔

جب حضور علیہ السلام کسی کے دروازے پر آتے تو دروازے کے سامنے کھڑے نہ ہوتے بلکہ دروازے کی دائیں یا بائیں جانب کھڑے ہوتے تھے اور پھر کہتے تھے السلام علیکم۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ ان دنوں دروازوں پر پردے نہیں ہوتے تھے۔

اپنے گھر میں بھی اجازت لے کر جاؤ

ایک شخص نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے پوچھا:۔

ءَاَسْتَاْذِنُ عَلٰی اُمِّیْ؟ فَقَالَ: نَعَمْ، فَقَالَ الرَّجُلُ: اِنِّیْ مَعَھَا فِی الْبَیْتِ، فَقَالَ: اِسْتَاْذِنْ عَلَیْھَا، فَقَالَ: اِنِّیْ خَادِمُھَا فَقَالَ عَلَیْہِ السَّلَامُ اِسْتَاْذِنْ عَلَیْھَا، اَتُحِبُّ اَنْ تَرَاھَا عُرْیَانَۃً؟ قَالَ: لَا: قَالَ فَاسْتَاْذِنْ عَلَیْھَا۔

کیا میں جب ماں کے پاس جاؤں تب بھی اجازت لے کر جاؤں۔ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا ہم ایک ہی گھر میں رہتے ہیں۔ فرمایا۔ پھر بھی اجازت لیا کرو۔ اس نے کہا میں تو اس کی خدمت کرتا ہوں۔ فرمایا، تب بھی اجازت لیا کرو۔ کیا تم چاہتے ہو کہ اسے برہنہ دیکھو؟ کہا، نہیں۔ فرمایا پس اسی واسطے اجازت لیا کرو ممکن ہے کہ تم کبھی اطلاع کے بغیر چلے جاؤ اور وہ برہنہ ہو۔

اسلام ★ مشرقی اور مغربی پاکستان کے درمیان رشتۂ اخوت و محبت

موجودہ حالات میں خصوصی اقدامات کی ضرورت

چوہدری صادق علی نائب امیر ندوۃ المسلمین، لائلپور

اللہ تعالیٰ کا شکر ہے کہ ظالموں کی جڑ کٹ گئی یہ ظالم ہمارے وطن عزیز کی جڑیں کاٹنے کے لیے جدو جہد کر رہے تھے اور پاکستان کے ازلی اور ابدی دشمن بھارت کی شہ پر سازشیں کر رہے تھے کہ کسی طرح اس عظیم ترین اسلامی مملکت کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے۔ تاکہ کفار اسے آسانی سے لقمہ تر بنا کر ہضم کر سکیں۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ پاکستان کے بیرونی اور اندرونی دشمنوں کے عزائم خاک میں مل گئے، اور اللہ تعالیٰ نے صدر پاکستان آغا محمد یحییٰ خاں کو توفیق عطا کی اور انہوں نے ایک جرأت مندانہ قدم اٹھا کر پاکستان کو تباہی سے بچا لیا ہے اور غداران قوم و ملت کو ان کے صحیح مقام پر لا کھڑا کیا ہے۔ اگلے وقتوں میں لوگ خفیہ سازشوں سے کسی ملک کو تباہ کیا کرتے تھے مگر ہمارے ملک کے اندر تو اس قدر دیدہ دلیری سے کام لیا گیا کہ علانیہ اپنی غداری کا ڈنکہ بجایا گیا۔ پرچم مملکت کی سربازار توہین کی گئی۔ مشرقی پاکستان کے عوام کو غلط راستہ دکھایا گیا۔ لیڈر کا کام قوم کی رہنمائی ہے اور قوم کو غلط راستے سے ہٹا کر صحیح راستہ پر قدم زن کرنا ان کا مقدس فریضہ ہوتا ہے مگر مرحوم عوامی لیگ کے عہدہ داروں نے قوم کو صحیح راستہ سے ہٹا کر غلط راستہ کی طرف رہنمائی کی غلط قسم کا پروپیگنڈا کرکے ہمارے مغربی بھائیوں کو مشرقی بھائیوں کا دشمن ظاہر کیا۔ دلوں کو مسموم کیا اور ان میں آپس کی محبت کے جذبات ختم کرکے نفرت و حقارت اور دشمنی پر آمادہ کیا۔ اور جاہلیت کی عصبیت کو فروغ دیا۔ عرب کے قبائل کو جو زمانہ جاہلیت میں صدیوں ایک دوسرے کے ساتھ جنگ و جدل میں مصروف رہے تھے اسلام کے نور نے ایسا بدلا کہ وہ آپس میں بھائیوں کی طرح ہمدرد

بن گئے (الف بین قلوبکم)

تاریخ شاہد ہے کہ ایک موقع پر چند منافقین نے کوشش کی تھی کہ مہاجر اور انصار کی آپس میں جنگ چھڑ جائے اور مسلمان اپنے ہی بھائیوں کی گردنیں اڑانا شروع کر دیں۔ مگر نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وجود مطہر کی بدولت وہ جنگ ٹل گئی اور مسلمانوں نے فوراً اپنی غلطی کا احساس کر لیا اور ایک دوسرے کے گلے مل گئے۔ اب ہمیں پوری کوشش کرنی چاہیے کہ مشرقی اور مغربی پاکستان کے رہنے والے ایک دوسرے کے متعلق اخوت و محبت کے جذبات سے سرشار ہو جائیں اور آئندہ کسی منافق یا دشمن کو موقع نہ ملے کہ وہ قوم کو ٹکڑے ٹکڑے کرنے کی جسارت کر سکے۔ اس مقدس مشن کے لیے ہمیں ہر طرح کی قربانی کرنی چاہیے۔

چند عملی تجاویز

سب سے پہلا کام اس ضمن میں یہ ہے کہ چشم بصیرت رکھنے والے حضرات دعوت الی الخیر کے لیے تن من اور دھن لگا دیں۔ کامل اسلام اور ایمان کی دعوت کا پیغام مغربی اور مشرقی پاکستان کے بچے بچے تک پہنچائیں۔ ایمان کامل کا خاصہ یہ ہے کہ قلوب کے اندر خالق حقیقی کی محبت کے ساتھ ساتھ خالق حقیقی پر ایمان لانے والوں کے ساتھ بھی محبت پیدا ہوتی ہے لہٰذا جتنا ہمارا ایمان تکمیل کے مراتب طے کرے گا اسی قدر آپس میں محبت بڑھے گی۔

دوسری بات جس پر ہمیں عمل کرنا چاہیے وہ یہ ہے کہ مشرقی پاکستان کے رہنے والے بھائیوں کی غربت اور افلاس کا احساس کرتے ہوئے اپنا مال اور دولت ان پر صرف کر کے اپنے ایمان کا تقاضا پورا کریں۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ پاکستان کے مشرقی بازو کے رہنے والے بہ نسبت ہمارے تنگ حال ہیں ہر سال ہمیں اپنی آمدنی کا کچھ حصہ ان بھائیوں کی مالی اعانت کے لیے بھیجنا چاہیے۔ صدر پاکستان آغا محمد یحییٰ خاں سے التماس ہے کہ وہ فوراً ایک فنڈ قائم کریں جس میں لوگ صدقات خیرات اور زکوٰۃ کی رقوم دل کھول کر جمع کریں۔ کم از کم نصف زکوٰۃ بھی اگر وہاں ارسال کر دی جائے تو وہاں کے غرباء کی دلجوئی ہو سکے گی۔

تیسری بات جو ہماری فوجی حکومت کو فوری طور پر عمل میں لانی چاہیے وہ یہ ہے کہ پاکستان کا کوئی تاجر یا صنعتکار کسی غریب کا اور خاص کر مشرقی پاکستان کے رہنے والے کا استحصال نہ کر سکے۔ اس کے لیے اگر اسلامی اقتصادی نظام نافذ کیا جائے تو نہ صرف غریبوں کا مداوا ہو جائے گا بلکہ تمام قوم خوشحالی کی زندگی بسر کرے گی۔ اسلامی اقتصادی اصلاحات فوری طور پر نافذ کر دی جائیں۔ اور اس کے لیے علماء کرام کا ایک کمیشن قائم کیا جائے تاکہ وہ قرآن و سنت کی روشنی میں نظام ہائے زراعت و تجارت اور صنعت میں انقلاب لانے کی تجاویز حکومت کو پیش کریں اور حکومت فوری طور پر ان پر عمل کر کے اہل پاکستان کے معاشی مسائل حل کرے۔ اس سے لادینی اور غیر اسلامی نظریات کا خود بخود قلع قمع ہو جائے گا۔ ہمارے علماء کرام بار بار فرماتے ہیں کہ اسلام کو نافذ کرنے سے ہماری تمام مشکلات دور ہو جائیں گی مگر اسلامی اقتصادی نظام کی تفصیلات عوام کے سامنے پیش نہیں کرتے ہیں۔ نئی پود اسلام کے متعلق شکوک و شبہات میں مبتلا ہو رہی ہے اور کفار کے ظالم اور غلط نظام کی طرف للچائی ہوئی نگاہوں سے دیکھ رہی ہے کہ شاید ان غیر فطری نظاموں سے ہی ہمارے دکھوں کا مداوا ہو جائے — حالانکہ حقیقت یہ ہے کہ غیر فطری نظام انسانیت کو سکون عطا نہیں کر سکتے اسلام کا فطری نظام ہی صحیح معنوں میں اخوت، حریت اور مساوات کے جذبات معاشرہ میں پیدا کر سکتا ہے چونکہ اسلام کے اقتصادی نظام کی عملی تشکیل اس وقت دنیا کے کسی ملک میں کلی طور پر موجود نہیں ہے لہٰذا عوام اس نظام کے مکمل خد و خال سمجھنے سے قاصر ہیں۔ اہل فکر اور علماء حضرات کو اس طرف توجہ دے کر قوم کو اس سے روشناس کرانا چاہیے۔

راقم الحروف نے اپنی زندگی کے کچھ لمحات علماء کرام اور صوفیائے عظام کی صحبتوں میں گزارے ہوئے ہیں۔ ان کے جوتوں میں بیٹھنے کے طفیل اسلامی نظام کے متعلق جو ذہن میں چند معلومات ہیں وقتاً فوقتاً انشاء اللہ اپنے بھائیوں کے سامنے پیش کرتا رہے گا۔ اب چونکہ کچھ وقت کے لیے سیاسی کشمکش سے علماء کرام اور لیڈران قوم کو فرصت مل گئی ہے لہٰذا اسے غنیمت سمجھتے ہوئے آغا محمد یحییٰ خاں کی حکومت کو فکری مواد مہیا فرما دیں۔ کچھ عجیب نہیں جس طرح حق تعالیٰ نے انہیں ملک کو ٹکڑے ٹکڑے ہونے سے بچانے کی توفیق دی ہے۔ مالک الملک صدر محترم کو یہ توفیق بھی دے دیں کہ وہ ملک کے صحیح اسلامی نظام قائم فرما دیں۔

ملت اسلامیہ کی تاریخ میں پہلے بھی نازک دور ایسے آتے رہے ہیں کہ بعض مرتبہ صرف ایک برگزیدہ ہستی کی طفیل امت گمراہی سے بچ گئی جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے فوری بعد انکار زکوٰۃ کا فتنہ برپا ہوا تھا تو اللہ تعالیٰ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو توفیق عطا کی اور انہوں نے قوم کو اس فتنہ کی گمراہی سے بچایا۔ دوسری بار جب معتزلہ کا فتنہ اٹھا اور قرآن پاک کو بجائے خدا کا کلام ماننے کے ہماری طرح کی ایک مخلوق ہونے کا عقیدہ زور پکڑ گیا تو امام احمد بن حنبلؒ کو اللہ نے توفیق دی۔ انہوں نے اپنی جان کی بازی لگا دی اور قرآن اللہ کا کلام ہونے کے عقیدے پر جم گئے۔ چنانچہ انہوں نے جابر بادشاہ وقت کا حکم ماننے سے انکار کر دیا اور اپنی قیمتی جان کی قربانی دے کر تمام قوم کو معتز

کے باطل عقیدہ اپنانے سے روک
دیا چنانچہ انہوں نے تمام امت مسلمہ
کو باطل عقیدہ کی گمراہی سے خدا تعالیٰ
کی توفیق سے بچا لیا۔ پاکستان کی تاریخ
میں آغا محمد یحییٰ کا نام بھی ہمیشہ
کے لیے زندہ رہے گا کہ انہوں نے
اس نازک وقت میں ملک کو تباہی
سے بچا لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں
مکمل اسلام نافذ کرنے کی توفیق بھی
عطا فرما دیں۔ آمین!

درسِ قرآن

سورت کہف کی برکات

از حضرت مولانا قاضی محمد زاہد الحسینی صاحب —— مرتبہ: محمد عثمان غنی

(۲)

الغرض قرآن مجید سراپا ہدایت اور
شفا ہے۔ اس لیے اس کی ہر ایک
سورت کی کچھ نہ کچھ خصوصیات سیدِ دو عالم
جناب محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے
ارشاد فرما دی ہیں اور میں درس شروع کرنے
سے پہلے ہمیشہ وہ برکات اور ان کا کچھ
حصہ آپ کے سامنے پیش کر دیا کرتا ہوں
انہی میں سے سورتِ کہف بھی ہے۔
حضرت سیدِ دو عالم فرماتے ہیں (صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم) جو آدمی جمعہ کے
دن سورتِ کہف کی تلاوت کرے گا،
قبر میں اللہ اسے نور عطا کرے گا۔ اور
زندگی میں دجال کے فتنے سے محفوظ
رہے گا۔ دجل معنی میں دھوکا دینا، فریب
دینا، ملمع کر دینا، نیچے بات کچھ ہو
اوپر بات کچھ ہو، اور اس طرح دوسرے
کو مغالطے میں مبتلا کر دینا، بڑا دجال
آئے گا اس پر تو سب کا ایمان ہے
ہر دور میں چھوٹے چھوٹے دجال آتے رہتے ہیں
چنانچہ قرآن حکیم شہادت دیتا ہے وَكَذٰلِكَ
جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِيٍّ عَدُوًّا شَيٰطِينَ الْإِنْسِ
وَالْجِنِّ يُوحِي بَعْضُهُمْ إِلٰى بَعْضٍ
زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُورًا (الانعام ۱۲)
ہم نے ہر نبی کے لیے کچھ دشمن بنا دیے
ہیں، کچھ جن ہیں اور کچھ انسان ہیں، اور
وہ آپس میں مل بھگت کے ساتھ ایک
دوسرے کے دل میں زُخْرُفَ الْقَوْلِ
یعنی باتیں ڈال دیتے ہیں جو بظاہر کچھ نظر
آتی ہیں، اندر سے کچھ ہوتی ہیں۔ بظاہر
اسلام نظر آتا ہے، اندر سے کفر ہوتا ہے
یہ تحریک شیاطین الجن اور شیاطین الانس
چلاتے ہیں۔ تو معلوم ہوا کہ ہر نبی کی
تعلیمات کے لیے ہر زمانے میں ایسے لوگ
پیدا ہوتے رہے ہیں جو اس دور کے نبی
کی تعلیمات کو قوم کے سامنے اس طریقے
پر پیش کرنے کی کوشش کرتے ہیں کہ لوگ
سمجھ بھی نہ سکیں اور وہ ایمان سے خالی
رہ جائیں۔ (اللہ تعالیٰ آپ کو اور مجھے
ایسے دجالوں سے محفوظ رکھے)
حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اسی
لیے فرمایا کہ جو آدمی سورت کہف کی
تلاوت پر مداومت کرے گا وہ دجال
کے فتنے سے محفوظ رہے گا، اور
موت کے بعد اس کی قبر میں اسے
اللہ نور عطا کر دیں گے۔ یہ اس سورت
کا خاصہ ہے۔ یہ اس سورت کی
روحانی برکات میں سے ایک برکت ہے
کیونکہ اس سورت میں اصحاب کہف کا
ذکر آتا ہے کہ لَبِثُوا فِي كَهْفِهِمْ ثَلٰثَ
مِائَةٍ سِنِينَ وَازْدَادُوا تِسْعًا (کہف ۲۵)
یعنی تین سو نو سال تک وہ اپنے غار
میں سوئے رہے۔ اس زمانے کا جو
بادشاہ تھا، وہ مشرک تھا، وہ انہیں
شرک پر مجبور کرتا تھا۔ وہ اس کے
ملک سے بھاگے اور غار میں پناہ لی۔ اللہ
نے ان کی ربوبیت فرمائی، پناہ دی،
تین سو سال نہ پانی پیا، نہ روٹی کھائی،
نہ حجامت بنوائی، نہ لحاف کی ضرورت پڑی
نہ پنکھے کی ضرورت پڑی۔ تین سو نو
سال تک ان کے بدن محفوظ رہے، تین
سو نو سال کے بعد جب وہ جاگے تو
دیکھتے ہیں کہ جیسے سوئے تھے ویسے
ہی جاگے۔ قرآن حکیم میں آتا ہے کہ جب
وہ تین سو نو سال کے بعد جاگے، تو
كَذٰلِكَ أَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ لِيَعْلَمُوا (کہف ۲۱)
اور فرمایا
وَكَذٰلِكَ بَعَثْنٰهُمْ لِيَتَسَاءَلُوا
بَيْنَهُمْ ۚ قَالَ قَائِلٌ مِّنْهُمْ كَمْ
لَبِثْتُمْ ۚ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا أَوْ
بَعْضَ يَوْمٍ (کہف ۱۹)
وہ جاگے ہیں تو ایک دوسرے
سے پوچھتے ہیں کہ یار کتنی دیر یہاں آ
کر سوئے؟ کوئی کہتا ہے بھائی! دن گزر
گیا ہے، معلوم ہوتا ہے کل آئے تھے
تھکے ماندے، سو گئے، رات بھی سوئے
رہے۔ میں آپ کی خدمت میں عرض
کرتا ہوں کہ تین سو نو سال کے عرصے
میں ان کے ناخن اور ڈاڑھی مونچھ کے
بال بڑھ جانے چاہئیں تھے، کپڑے پھٹ
جاتے، بدن کی ساخت بدل جاتی، تو
وہ یہ کیوں پوچھتے کہ ہم کتنا عرصہ
سوئے رہے ہیں؟ معلوم ہوتا ہے،
کہ کوئی چیز بھی نہیں بدلی۔ اس لیے تو
پوچھا كَمْ لَبِثْتُمْ ۚ قَالُوا لَبِثْنَا يَوْمًا
أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ (کہف ۱۹)
سورت بقرہ میں حضرت عزیر علیہ السلام
کے متعلق بھی آتا ہے۔ فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ
عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۚ (البقرہ ۲۵۹) اللہ کے نبی
حضرت عزیر علیہ السلام کا گزر بیت
المقدس سے گزر ہوا۔ بیت المقدس
بخت نصر کے حملے میں تباہ ہو گیا تھا
آپ نے کہا أَنّٰى يُحْيِي هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ
مَوْتِهَا (البقرہ ۲۵۹) آپ پر موت طاری
کر دی گئی، اور فَأَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ
عَامٍ (البقرہ ۲۵۹) آپ سو سال تک
زمین پر رہے، اور سو سال کے بعد
جب جاگے (زندہ ہوئے) تو اللہ تعالیٰ
نے پوچھا كَمْ لَبِثْتَ ۚ (البقرہ ۲۵۹) عزیر!
تو کتنا زمانہ یوں رہا؟ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ
بَعْضَ يَوْمٍ ۚ اے رب العالمین! کل یہاں
سے گزر ہوا تھا، تھکا ہوا تھا، سو
گیا، اس لیے دن ڈیڑھ دن رہا ہوں
گا۔ فرمایا "نہیں بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ
اے عزیر! تو سو سال یہاں پڑا رہا، پوری
صدی گزر گئی۔ بدن میں کوئی انقلاب نہیں
آیا، غرض سید دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم
نے سورت کہف کے فضائل اور برکات
کے سلسلے میں ارشاد فرمایا ہے کہ
جس طرح اللہ تعالیٰ نے اس ظالم اور
جابر بادشاہ کے دجل سے اصحاب کہف کو
محفوظ رکھا تھا، سورت کہف کی تلاوت

کرنے والے بھی زمانے کے دجالوں سے محفوظ رہیں گے۔ اور ساتھ یہ بھی ارشاد فرمایا کہ جس طرح اصحابِ کہف اُس کہف میں تین سو نو سال رہے، نہ بچھو نے کاٹا، نہ سانپ نے کاٹا، نہ بھڑ نے کاٹا، مٹی نہ چھو سکی، بدن سلامت اعضاء سلامت، اسی طرح جو لوگ سورتِ کہف کی تلاوت کریں گے، قبر میں بھی فتنوں سے محفوظ رہیں گے۔ ان کے لیے کہف قبر ہی تھی، ہمارے لیے بھی قبر ہو گی۔ اس پر اللہ تعالیٰ کا نور ہو گا۔

اس پر ہمارے پاس بڑے کافی روحانی قصے موجود ہیں۔ شاید آپ سے کسی مجلس میں کہہ چکا ہوں۔ علامہ ابنِ دقیق العید مصر کے بہت بڑے عالم دین گذرے ہیں۔ محدّث بھی تھے، مفسّر بھی تھے، صاحبِ کشف اور تصرّف بھی تھے، اُن کے حالات پر مستقل مقالات لوگوں نے لکھے ہیں۔

اُن کا ایک دوست تھا، عالم دین، اُس کے مرنے کے بعد جو خواب میں اُسے دیکھا تو پوچھا "بتا کیسے گزری؟" —— اُس نے کہا کہ "گزری تو کچھ ایسا ہی کام تھا لیکن میں نے دیکھا کہ جب آپ دفن کرنے کے بعد مجھ سے ہٹ گئے۔" بخاری کی حدیث ہے اِنَّ المَیِّتَ یَسْمَعُ خَفْقَ نِعَالِہِمْ۔ میت کو دفن کرنے والے جب واپس لوٹتے ہیں، اتنے دُور جاتے ہیں کہ ابھی تک اُن کے جانے کے جوتوں کی آواز آ رہی ہوتی ہے حتّٰی کہ دو فرشتے آ جاتے ہیں۔ فوراً ہی حساب کتاب شروع ہو جاتا ہے، اور سوال ہوتا ہے مَنْ رَّبُّکَ؟ مَنْ نَّبِیُّکَ؟ مَا دِیْنُکَ؟ تین سوالات ہوتے ہیں۔ رب کون ہے؟ نبی کون ہے تیرا! اور تیرا دین اور نظامِ حیات کیا تھا؟ —— اور بعض علماء نے لکھا ہے کہ کچھ اور بھی سوالات ہوتے ہیں لیکن یہ تین تو حدیثوں میں آئے ہیں لہٰذا انہیں تو ضرور سمجھنا چاہیے۔ تو علامہ ابنِ دقیق العید کے وہ ساتھی کہتے ہیں کہ جونہی آپ لوگ مجھے دفن کرکے چلے گئے تو میں نے دیکھا کہ ایک کالے اور سیاہ رنگ کا کتا مجھ پر حملہ آور ہو رہا ہے" تو میں گھبرا گیا، تھوڑی دیر گزری تو میں نے دیکھا کہ ایک نوجوان آیا، کتے کو بھگا دیا۔ اُس جوان سے میں نے پوچھا کہ تو کون ہے؟ کہ اس مرحلے میں تُو نے میری مدد کی؟ تو اُس نے کہا کہ میں تیری سورتِ کہف کا ثواب ہوں، دُنیا میں تُو سورتِ کہف ہر جمعے کو پڑھا کرتا تھا۔ آج قبر میں اللہ کے حکم سے میں نے تیری حفاظت کی۔ تو سورتِ کہف کی برکات میں سے یہ ہے کہ جو آدمی خالی تلاوت بھی کرے گا وہ بھی ثواب پائے گا۔ ہم اِس بات کے قائل ہیں کہ قرآن کا ترجمہ سمجھنا ضروری ہے، قرآن پر عمل کرنا ضروری ہے، لیکن قرآن کی تلاوت بھی ثواب سے خالی نہیں ہے۔ یاد رکھیں۔ اگر ایک آدمی قرآن کا ترجمہ نہیں جانتا لیکن پڑھتا ہے، اسے محبت ہے، تو اسے بھی ضرور اجر ملے گا، بلکہ سیّد الانبیاءؐ کی حدیث ہے، آپؐ فرماتے ہیں (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کہ جو آدمی قرآن کی تلاوت کرتا ہے اور قرآن کو پڑھتے پڑھتے اٹک جاتا ہے اور طبعی طور سے قرآن کا پڑھنا اُس پر گراں گزرتا ہے، جوڑ نکال کر پڑھتا ہے، مشقت کے ساتھ پڑھتا ہے، چھوڑتا نہیں ہے لَہٗ اَجْرَانِ اُسے دُگنا ثواب ملتا ہے، اگر یہ نظریہ مان لیا جائے کہ جب تک قرآن کا ترجمہ نہ آئے کوئی ثواب نہیں تو دنیا کے کروڑوں انسان اسلام سے خارج شمار کرنے پڑیں گے۔ دنیا میں قرآن کا ترجمہ جاننے والے کتنے ہیں؟ ایک فیصدی بھی نہیں ہیں، پانچسو میں سے بھی نہیں ہیں۔

جو شخص جمعے کے دن سورۂ کہف کی تلاوت کرے گا حضورِ انور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں وہ عذابِ قبر سے محفوظ رہے گا اور دُنیا میں دجال کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔ جمعے کی تخصیص شاید اس لیے فرمائی کہ جمعے کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے رحمتوں کے دروازے زیادہ کھل جاتے ہیں، اس لیے ایک حدیث میں فرمایا کہ جمعہ کے دن دُرود مجھ پر زیادہ پڑھو۔ ویسے بھی امام الانبیاءؐ پر دُرود پڑھنا قُربِ نبوت پیدا کر دیتا ہے۔ چونکہ جمعہ کے دن قیامت برپا ہو گی اور جو آدمی جمعے کی رات کو یا جمعے کے دن مر جائے وہ قبر کے حساب و کتاب سے محفوظ رہتا ہے، اِسی مناسبت سے حضورؐ نے جمعہ کے روز سورتِ کہف کے پڑھنے کا حکم فرمایا ہو گا۔ چونکہ جمعے کا تعلق ہماری زندگی کے بہت سے روحانی مقامات کے ساتھ ہے، حضورؐ نے فرمایا کہ جو آدمی جمعہ کے دن، ویسے بھی پڑھے تو حرج کوئی [illegible] لیکن جمعہ کے دن جو آدمی سورتِ کہف پڑھے گا اُسے اللہ تعالیٰ زندگی [illegible] دجال کے فتنے سے محفوظ رکھیں گے اور مر جانے کے بعد وہ قبر میں عذابِ قبر کے فتنے سے بھی محفوظ رہے گا۔

بقیہ خطبہ جمعہ

گا؟ جہاں تُو برسے گا مجھے تیرے [illegible] یہاں برسنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیوں؟ میں جانتا ہوں تیرے برسنے پر جو پیداوار ہو گی اُس کا خراج تو بغداد ہی میں آ کر رہے گا۔ لہٰذا مجھے تیری منّتیں کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ہماری اتنی تابناک تاریخ [illegible] ہمارے کان میں کسی نے کہہ دیا کہ "اسلام میں کیا ہے؟" ہم نے بھی کہہ دیا "اسلام میں کیا ہے؟" "مسلمان مٹ گئے" جو کوئی مرثیہ پڑھتا ہے، ہم بھی کہہ [illegible] ہیں مٹ گئے۔ کہاں مٹے؟ مسلمان موجود ہے، اسلام موجود ہے۔ مسلمان تھوڑی سی غفلت میں پھنس گیا اور وہ غفلت کیا ہے؟ امام الانبیاءؐ [illegible] تعلیمات پر عملی طور سے مسلمان قدم [illegible] اُٹھاتا۔ اگر وہ عملی طور سے قدم اُٹھائے تو حقیقت ہے کہ ساری کائنات مسلمان کے سامنے سرنگوں ہو۔ قرآن کا وعدہ ہے لَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا وَاَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ (آل عمران [illegible]) ہے قرآن میں کہ نہیں؟ لَا تَهِنُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا تمہیں فکر کیوں کرنی پڑی، کیوں فکر کرتے ہو؟ اَنْتُمُ الْاَعْلَوْنَ ۝ اسمِ تفضیل کا صیغہ، تم تو ساری قوموں سے بلند اور بالاتر ہو، میرا فیصلہ ہے چھوٹی سی بات تم کرو اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ۝ یقین تم پیدا کرو تو میری باتوں پر، عظمت دینے والا تمہیں [illegible] تم یقین نہیں پیدا کرو گے تو [illegible] میرے ہاں سودا یوں نہیں ہوتا [illegible] تو عَلِیْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ —— (آل عمران ۱۱۹) صحابہ کی تاریخ ہمارے سامنے ہے۔

غزوۂ اُحد کا واقعہ: غزوۂ اُحد کا واقعہ ہے [illegible] نوجوان جن کا نام سعد بن ربیع [illegible]

حضور انورؐ نے فرمایا کہ جا کر دیکھو سعد
کس حال میں ہے؟ امام الانبیاءؐ تو
بڑے رحیم ہیں۔ اپنی اُمّت پر۔
لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِيْزٌ
عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيْصٌ عَلَيْكُمْ
بِالْمُؤْمِنِيْنَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔ (التوبہ ۱۲۸)
امام الانبیاءؐ سے زیادہ اُمّت کے
ساتھ پیار کرنے والا کوئی نہیں، اللہ
تعالیٰ اُمّت کو بھی امام الانبیاءؐ کے
ساتھ پیار کرنے کی توفیق عطا فرمائے
فرمایا "جا کر ذرا دیکھو"۔۔۔ صحابہؓ!
اللہ! صحابہ امام الانبیاءؐ پر جان و
دل سے فدا تھے۔ بقول امام انقلاب
مولانا عبید اللہ سندھی رحمۃ اللہ علیہ
دنیا میں کوئی نبی ایسے جاں نثاروں
کی جماعت نہیں پیدا کر سکا جو پیدا
فرمائی جناب محمد رسول اللہؐ نے۔
اداؤں پر جان دینے والے، چہرہ مبارک
کی رنگت دیکھ کر جان دینے والے۔
حضرت عمر فاروقؓ تورات پڑھ رہے
ہیں۔ صدیق اکبرؓ تشریف فرما ہیں حضورؐ
بھی تشریف فرما ہیں۔ عمرؓ کہیں سے تورات
لے آئے۔ سمجھتے تھے یہ اللہ کی
کتاب ہے۔ تورات پڑھ رہے ہیں۔
امام الانبیاءؐ کے چہرہ مبارک کا رنگ
بدلتا جا رہا ہے، صحابہؓ فرماتے ہیں
حضورؐ جب خوش ہوتے تھے، آپ کا
چہرہ چمکتا تھا جیسا کہ چودھویں رات کا
چاند چمکتا ہے۔ اداؤں پر جان دینے
والے۔ اور امام الانبیاءؐ جب کبھی ناراض
ہوتے تھے تو یوں معلوم ہوتا تھا کہ
چہرہ مبارک میں کسی نے انار کا پانی
نچوڑ دیا ہے۔ اس میں بھی پھر تشریح
کی عشاق نبویؐ نے۔ محدثین کرام فرماتے
ہیں کہ صحابہ امام الانبیاءؐ کے غصے کی
حالت کو کس سے تعبیر کرتے ہیں؟ گویا
کہ امام الانبیاءؐ کے دونوں رخساروں میں انار
کا پانی نچوڑ دیا گیا ہو، لال ہو جاتے
تھے۔ انار کے ساتھ تشبیہ دی۔
انار کے پانی کا رنگ تو لال ہوتا ہے۔
مگر تاثیر ٹھنڈی ہوتی ہے۔ غصے میں
بھی رحمت تھے۔ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا
رَحْمَةً لِّلْعٰلَمِيْنَ ۝ (انبیاء ۱۰۷) نبی کبھی غضب
کرتا نہیں اپنی اُمّت پر اور غیر نبی
کے غضب سے چھوٹ ہی نہیں سکتا
حضورؐ اُمّت پر غضب کریں؟ اپنی
اُمّت پر؟ کلمہ پڑھنے والوں پر؟۔۔۔

تو سعد کے متعلق فرمایا کہ جا کر سعد کا
پتہ کرو کس حال میں ہے۔ صحابہؓ پہنچتے
ہیں۔ موت اور حیات کی کشمکش میں
ہے، زخموں سے چور چور ہے۔ صحابہؓ
نے کہا "امام الانبیاءؐ سلام کہتے ہیں
سعد!"۔۔۔ کتنے خوش بخت تھے جن
کو حضورؐ نے سلام کہا! بھائی جس کو
اللہ کا نبی کہے السلام علیکم، اُس کے
جنتی ہونے میں کوئی شک ہے؟ جس
کو سب سے سچّا نبی یہ فرما دے
السلام علیک۔۔۔ ایک صحابی کا واقعہ
مشکوٰۃ میں آتا ہے۔ حضورؐ تشریف
لے گئے اُس کے گھر تو باہر سے حضورؐ
نے آکر استیذان کیا۔ ورنہ حضورؐ کو
اجازت تھی، اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ
مِنْ اَنْفُسِهِمْ۔۔۔ نبی میری جان کا مجھ
سے زیادہ مالک ہے، آپ کی جانوں
کا آپ سے زیادہ مالک ہے۔ شاہ
عبد القادرؒ قرآن کے ترجمے اور تشریح
میں فرماتے ہیں کہ آگ میں کودنا حرام
ہے لیکن نبی حکم دے تو آگ میں کودنا
فرض ہے کیونکہ اُمّت اپنی جان کی اتنی
مالک نہیں جتنا نبی مالک ہے (صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم)۔۔۔ تو حضورؐ نے تعلیماً
للاُمّت یہ کیا۔ صحابی کے گھر تشریف
لائے اور باہر سے سلام کہا اَلسَّلَامُ
عَلَيْكُمْ يَا سَعْدُ! وہ اندر سے عرض کرتے
ہیں وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ؐ
(لیکن آواز ذرا بڑی پست نکالی تاکہ باہر
نہ پہنچے)۔ حضورؐ دوسری مرتبہ فرماتے
ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔۔۔ پھر دوبارہ کہتے
ہیں وَعَلَيْكُمُ السَّلَامُ (آہستہ سے) تیسری مرتبہ
نبیؐ فرماتے ہیں اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ۔۔۔
فرمایا کسی کے گھر جاؤ تو پہلے اذن
مانگ لیا کرو۔ ہم چک اُٹھا کر اندر
گھس جاتے ہیں "جی اجازت ہے؟"
"ہاں اجازت ہے"۔۔۔ گھر والوں کے
لیے بھی استیذان ہے۔ قرآن میں
آتا ہے۔ گھر میں بھی جاؤ تو کھانس
کر جاؤ۔ مسلمان نے ساری تعلیماتِ محمدیہ
کو چھوڑ دیا۔ تیسری مرتبہ جب فرمایا
تو اندر سے کچھ جواب نہ سُنا۔ حضورؐ
واپس لوٹے۔ کیونکہ حکم ہے تین دفعہ
پوچھو، جواب نہ آئے تو واپس آجاؤ۔
صحابی بیٹے کو دوڑاتے ہیں، دیکھ حضورؐ
کہاں گئے؟ دیکھا تو حضورؐ واپس جا رہے
ہیں۔ حاضرِ خدمت ہوا "اللہ کے نبیؐ!

تشریف لائیں!" فرمایا "میں نے تین مرتبہ
سلام کہا، اندر سے جواب نہیں آیا،
میں سمجھا اندر کوئی نہیں"۔ عرض کیا
"اللہ کے نبیؐ! تینوں مرتبہ سُنا اور
تینوں مرتبہ حضورؐ! میں نے جواب بھی
دیا" فرمایا "پھر کیسا جواب دیا؟" "حضورؐ!
پہلے بھی جواب دیا، دوسری مرتبہ بھی
دیا، تیسری مرتبہ بھی دیا، لیکن حضورؐ!
میں جواب آہستہ کہتا تھا، میرا جی چاہتا
تھا کہ اِس پاکیزہ منہ سے، اس پاکیزہ
زبان سے، جو سب سے سچی زبان ہے،
میں اللہ کی طرف سے السلام علیکم بار بار
سُنتا رہوں۔ اس لیے زور سے نہیں
کہا"۔۔۔ جس کو نبیؐ سلام دے گیا،
محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، اُس
کی خوش بختی میں تو شک ہی کوئی
نہیں۔۔۔ چنانچہ فرمایا "سعد! اللہ کے
نبیؐ سلام فرماتے ہیں اور پوچھتے ہیں
کس حال میں ہو؟" مقام دیکھیے ذرا۔
بدن زخموں سے چور چور ہے موت و
حیات کی کشمکش میں ہیں، انصارِ مدینہ
کا نوجوان، کہتے ہیں "میرے بھائیو!
میری طرف سے امام الانبیاءؐ کی خدمت
میں سلام عرض کرنا اور عرض کرنا سعد
عرض کرتا ہے اللہ کے نبیؐ! جنت
کی خوشبو آ رہی ہے"۔۔۔ یہ تو
حضورؐ کی خدمت میں عرض کرنا" اور
تمہارے لیے میرا یہ پیغام ہے اے
مدینے والو! دیکھنا! محمد رسولؐ اللہ
کی عزت پر، حضورِ اکرم صلی اللہ
علیہ وسلم کی تعلیمات پر اپنی جانوں
کو نثار کر دینا، جب تک مدینے کا
ایک بچہ بھی باقی ہے، امام الانبیاءؐ
پر خراش تک نہ آنے دینا"۔۔۔ یہ
کہا اور دُنیا سے رخصت ہو گئے
اسے کہتے ہیں یقین۔ تو صحابہؓ کا مقام
بہت بلند ترین مقام ہے۔ صحابہؓ
نے اُس تعلیم کو عملاً قبول فرمایا جو
تعلیم دی محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم نے۔ اس لیے صحابہؓ کا دور سنہری
ہمارے سامنے ہے۔ میں عرض یہ کر
رہا تھا کہ یہ جو کہا جاتا ہے کہ اسلام
اَن فٹ ہے، پورا نہیں اُترتا،
پورا ہم نے کرنے کی کبھی کوشش
بھی کی ہے؟ صحابہؓ نے پورا کیا،
اُترا پورا کہ نہیں اُترا؟ عمرؓ فاروق
کے زمانے میں پورا اُترا کہ نہیں

اُترا؟ عثمان غنی رضؓ کے زمانے میں پورا اترا کہ نہیں اُترا؟ حضرت علیؓ کے زمانے میں پورا اُترا کہ نہیں اُترا؟ اور پھر میں تو عرض کر رہا ہوں کہ تقریباً آج سے دو سو سال پہلے تک پورا اُترتا تھا لیکن دو سو سال میں جب ہم میں یہودیت کے جراثیم آنے شروع ہو گئے، عیسائیت کے جراثیم آنے شروع ہو گئے، ہمارے کانوں میں یہ بات ڈال دی گئی کہ دیکھنا! اسلامی تعلیمات پر عمل نہ کرنا، ایک اللہ کی بات کو صحیح نہ سمجھنا باقی سب کو صحیح سمجھ لینا، اللہ کے نبیؐ کی بات کو صحیح نہ سمجھنا (نعوذ باللہ) باقی سب کو صحیح سمجھ لینا، تو پھر بات کیسے بنے؟ اس لیے میرے دوستو اور میرے بزرگو! آج کے اس دور میں جب ساری دُنیا کے مسلمان تباہی اور بربادی میں پھنسے ہوئے ہیں کوئی بھی اب اُن کے لیے اور ہمارے لیے راہِ نجات نہیں ہے، اگر ہم غلطی میں ہیں کہ کوئی اور راہِ نجات ہمارے لیے ہے تو ہم اور تکلیفوں کا شکار ہو جائیں گے۔ اس لیے ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم اپنے آپ کو اُسی رنگ میں ڈھالنے کی کوشش کریں جس رنگ میں ہمیں نبیؐ کریم صلی اللہ علیہ وسلم دیکھنا چاہتے تھے اسلام دینِ کامل ہے اور اسلام کے بغیر کوئی دین ہمارے لیے نہ راہِ نجات متعین کر سکتا ہے، اور نہ ہمارے لیے دُنیا کی فلاح ہے اور نہ ہمارے لیے قیامت کی فلاح ہے +

اللہ مجھے آپ کو عمل کی توفیق عطا فرمائے!

★

کتابوں پر تبصرہ

ادارہ خدام الدین کے نام تبصرہ کے لیے مطبوعات کی دو جلدیں ارسال کرنا ضروری ہیں

نام کتاب: سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ
تصنیف: شیخ التفسیر مولانا شمس الحق افغانی مدظلہٗ
شائع کردہ: مولانا احمد عبید الرحمٰن الصدیقی
مکتبہ: حکمتِ اسلامیہ نوشہرہ ضلع پشاور
قیمت: دو روپے پچاس پیسے محصولڈاک ایک روپیہ

شیخ التفسیر حضرت مولانا شمس الحق افغانی جامعہ اسلامیہ بہاولپور کی ذاتِ گرامی کسی تعارف کی محتاج نہیں آپ کے علم و فضل اور شخصی عظمت کا صرف پاکستان اور ہندوستان ہی نہیں دنیائے اسلام کے علمی حلقوں میں خاصا اعتراف موجود ہے +

آپ متحدہ ہندوستان میں ملک کی سب سے بڑی اسلامی یونی ورسٹی دارالعلوم دیوبند اور دارالعلوم ڈابھیل کے شیخ الحدیث رہے۔ اور ریاستہائے متحدہ بلوچستان کے وزیر معارف کی حیثیت سے بھی بلند پایہ خدمات انجام دیتے رہے۔ آپ ان دنوں بہاولپور کی جدید درسگاہ جامعہ اسلامیہ کے شیخ التفسیر کی حیثیت سے خدمات انجام دے رہے ہیں +

حضرت مولانا شمس الحق افغانی مدظلہٗ نے عہدِ حاضر کے معاشی مسئلہ پر علمی انداز میں ایک بلند پایہ دستاویز اور معلومات کا قیمتی سرمایہ پیش فرمایا ہے +

زیرِ نظر کتاب سرمایہ دارانہ اور اشتراکی نظام کا اسلامی معاشی نظام سے موازنہ میں نظام سرمایہ داری کی لعنتوں اور قباحتوں کا حوالہ دے کر ان کے نقصانات و مضرات واضح کیے گئے ہیں۔ حصہ اول میں سرمایہ داری نظام اور حصہ دوم میں کمیونزم کی تباہ کاریوں کا تذکرہ ہے۔ حصہ سوم میں اسلامی اعتدالی نظام اور حصہ چہارم میں مختلف دیگر نظاموں کا تذکرہ ہے +

کتاب کا پیش لفظ مجاہد جلیل حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رکن قومی اسمبلی نے تحریر کیا ہے +

کتاب میں اسلامی تہذیب و تمدن کی وسعت و ہمہ گیری کا تذکرہ کر کے یہ واضح کیا گیا ہے کہ مغربی تہذیب نے کس طرح اس کی جگہ لی ہے۔ اور اسلامی ممالک میں کسطرح فاتحانہ داخلہ ہوا ہے۔ اور پھر ایرانی، تاتاری اور دیگر تہذیبوں کی اسلامی تہذیب سے ٹکراؤ کا تاریخی پس منظر پیش کیا گیا ہے +

یہ کتاب مختلف عنوانات کا ایک معلوماتی ذخیرہ ہے — طباعت و کتابت عمدہ ہے۔ قیمت مناسب ہے عہد حاضر کی مادی تحریکات نظام سرمایہ داری اور کمیونزم کے مقابلہ میں اسلام کے معتدل اور مبنی بر انصاف نظام سے واقفیت حاصل کرنے کے لیے اس کتاب کا مطالعہ مفید اور لائبریریوں میں اس کا وجود ضروری ہے +

نام کتاب: درسِ حدیث (جلد اوّل)
مرتب: حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب
شائع کردہ: دارالارشاد - کیمبل پور
قیمت: چار روپے - (محصولڈاک ایک روپیہ

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب مدظلہٗ خلیفہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کسی تعارف کے محتاج نہیں خدام الدین کے ذریعہ حضرت مولانا کے درس قرآن و حدیث سے حضرات قارئین ہمیشہ استفادہ کرتے رہتے ہیں۔ اور آپ کے روحانی فیوض و برکات سے بہرہ مند ہوتے ہیں۔ آپ کے درس حدیث کو کتابی صورت میں شائع کیا گیا ہے۔ کتاب کے شروع میں حدیث کیا ہے؟ کے عنوان سے تعارف کرایا گیا ہے۔ پھر حدیث کی چھ کتابوں کے مرتب بزرگوں (بخاریؒ، مسلمؒ، ابی داؤدؒ، نسائیؒ، ابن ماجہؒ، ترمذیؒ) کے حالات تحریر فرمائے ہیں اور طلب حدیث کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی محنت اور ان کے جذبہ عشق و محبت کے واقعات نہایت آسان اور سلیس زبان میں پیش کیے ہیں +

درسِ حدیث کے عنوان سے حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب کی بلند پایہ علمی و تحقیقی کاوش شائع کرتے وقت ترتیب اور مضامین کے انتخاب کا خیال نہیں رکھا گیا۔ طبع ثانی میں اس کا تدارک ضروری ہے۔

قیمت اور کاغذ مناسب ہے۔

نام کتاب: رحمت کائنات مکمل
مرتب: مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب مدظلہٗ
شائع کردہ: دارالارشاد - کیمبل پور

حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب کی تصنیف رحمتِ کائنات حیات النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے موضوع پر ایک تحقیقی کتاب ہے۔ جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر میں زندگی، اثرات بعد الموت، حیات انبیاء علیہم السلام، وجود مثالی اور وجود حقیقی، عقیدہ حیات النبی فقہ حنفی میں۔ علماء اہلحدیث اور علماء دیوبند کا موقف نہایت عمدگی کے ساتھ پیش کیے گئے ہیں۔ کتاب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ جو خیالات و نظریات پیش کیے گئے ہیں۔ اکابر علماء (شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی لاہوریؒ، قدوۃ السالکین حضرت شاہ عبد القادر رائے پوریؒ، شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوری، حضرت مولانا خیر محمد صاحبؒ، حضرت مولانا شمس الحق افغانی، حضرت مولانا محمد صاحب، مولانا قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ) کی تصدیقات شامل ہیں +

کتاب مختلف عنوانات کے ساتھ نہایت سلیقہ سے شائع کی گئی ہے۔ طباعت آفسٹ اور قیمت تین روپے مناسب ہے +

نام کتاب: مصباح المقررین
تصنیف: علامہ دوست محمد قریشی
ناشر: حافظ خیر محمد، نور محمد ۱۴ شاہ عالم مارکیٹ لاہور
قیمت: دو روپے پچاس پیسے

مولانا دوست محمد قریشی صاحب پنجاب کے شعلہ بیان مقرر کی حیثیت سے خاصے مشہور ہیں۔ آپ تنظیم اہلسنت پاکستان کے صدر اور علماء کے حلقے میں معروف شخصیت ہیں۔ متعدد کتابوں کے مصنف ہیں۔

مصباح المقررین میں آپ نے مختلف موضوعات پر تقریروں کو مرتب کرکے پیش کیا ہے تاکہ معمولی تعلیم یافتہ حضرات بھی استفادہ حاصل کر سکیں۔ آئمہ مساجد خطیب اور مقرر حضرات کے لیے یہ کتاب معلومات افزا ہے۔

نام کتاب: اندلس (تاریخ و ادب)
تصنیف: ڈاکٹر سید محمد یوسف پروفیسر عربی جامعہ کراچی
ناشر: مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ، کراچی
قیمت: چھ روپے

ہمارے ملک میں گنتی کے چند ادارے ایسے ہیں جو اسلامی علوم کی نشو و ارتقاء کے سلسلہ میں ٹھوس اور تعمیری خدمات انجام دے رہے ہیں ان میں مدینہ پبلشنگ ہاؤس کراچی کا نام بھی شامل فہرست ہے۔ اس اشاعتی ادارے نے اسلامیات کی بعض گرانقدر کتب شائع کی ہیں اور اب تاریخی اور ادبی کتابوں کی اشاعت کا سلسلہ بھی شروع کیا ہے۔

"اندلس — تاریخ و ادب" کے مصنف ڈاکٹر سید محمد یوسف صاحب نے مستند تاریخی کتابوں سے رواں اور سلیس انداز میں اندلس کی تاریخ اور وہاں کی بلند پایہ اور عظیم شخصیات کے مجاہدانہ، علمی اور ادبی کارناموں پر مشتمل ایک معلوماتی ذخیرہ جمع کر دیا ہے۔

عصر حاضر میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اہل اسلام اپنے ملی کارناموں سے روشناس ہوں اور ماضی کے جھروکے سے اپنے تاریخی، علمی، ادبی کمالات کا مطالعہ کریں۔

مدینہ پبلشنگ کمپنی کے مالک حکیم محمد تقی دہلوی صاحب اس گرانقدر تاریخی و ادبی کتاب کی خوبصورت اور جاذب نظر اشاعت پر ہدیۂ تبریک کے مستحق ہیں کہ انہوں نے ایک اہم اور قابل فخر ملی فریضہ انجام دیا ہے۔

تاریخ و ادب سے دلچسپی رکھنے والے حضرات خصوصاً یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلبہ نیز تمام لائبریریوں میں اس کتاب کا وجود باعث افتخار ہوگا۔ دیدہ زیب اور خوبصورت طباعت و اشاعت کے اعتبار سے یہ کتاب انعام کی مستحق ہے۔

بچوں کا صفحہ

شہادت کا شوق

(تقیّمہ غنی ، واہ کینٹ)

عمرو بن جموح رضؓ کی تمنائے شہادت

حضرت عمرو بن جموحؓ پاؤں سے لنگڑے تھے۔ ان کے چار بیٹے تھے۔ جو اکثر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوتے۔ اور لڑائیوں میں شرکت کرتے۔ غزوۂ اُحد میں عمرو بن جموحؓ کو بھی شوق پیدا ہوا کہ میں بھی جاؤں۔ لوگوں نے کہا تم معذور ہو —— لنگڑے پن کی وجہ سے چلنا دشوار ہے۔ انہوں نے فرمایا۔ کیسی بُری بات ہے کہ میرے بیٹے تو جنت میں جائیں اور میں رہ جاؤں —— اُن کی بیوی نے بھی ابھارنے کے لیے طعنے کے طور پر کہا۔ کہ میں تو دیکھ رہی ہوں کہ آپ لڑائی سے بھاگ کر آنے ہیں —— عمروؓ نے یہ سُن کر ہتھیار لیے اور قبلے کی طرف منہ کرکے یہ دعا کی۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ۔ اے اللہ! مجھے اپنے اہل کی طرف نہ لوٹائیو۔

اس کے بعد حضورؐ کے پاس حاضر ہوتے اور لوگوں کے منع کرنے اور اپنی خواہش کا اظہار کیا، کہ اپنے لنگڑے پیر سے جنت میں چلوں پھروں۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ نے تمہیں معذور کیا ہے تو نہ جانے میں کیا حرج ہے۔ انہوں نے پھر خواہش ظاہر کی تو آپؐ نے اجازت دے دی۔

ابو طلحہؓ کہتے ہیں کہ میں نے عمروؓ کو لڑائی میں دیکھا تو اکڑتے ہوئے جا رہے تھے اور کہتے تھے کہ خدا کی قسم میں جنت کا مشتاق ہوں۔ ان کا ایک بیٹا بھی ان کے پیچھے دوڑا جاتا تھا۔

دونوں لڑتے رہے حتیٰ کہ وہ دونوں ہی شہید ہو گئے۔ ان کی بیوی اپنے خاوند اور بیٹے کی نعش کو اونٹ پر لاد کر دفن کے لیے مدینہ لانے لگیں تو وہ اونٹ بیٹھ گیا بڑی دقت سے اُس کو مار کر اُٹھایا۔ اور مدینہ لانے کی کوشش کی۔ مگر وہ اُحد ہی کی طرف منہ کرتا تھا۔ اُن کی بیوی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ذکر کیا۔ تو آپؐ نے فرمایا کہ اونٹ کو یہی حکم ہے۔ کیا عمروؓ چلتے وقت کچھ کہہ گئے تھے۔ انہوں نے عرض کی کہ قبلہ کی طرف منہ کرکے یہ دعا کی تھی۔ اَللّٰھُمَّ لَا تَرُدَّنِیْ اِلٰی اَھْلِیْ۔ آپؐ نے فرمایا۔ اسی لیے یہ اونٹ اس طرف نہیں جاتا۔

حضرت مصعب بن عمیرؓ کی شہادت

حضرت مصعب بن عمیرؓ اسلام لانے سے پہلے بڑے ناز کے پلے ہوئے اور مالدار لڑکوں میں سے تھے۔ ان کے باپ ان کے لیے دو دو سو درہم کا جوڑا خرید کر پہناتے تھے۔ یہ نوعمر تھے۔ اسلام کے شروع زمانے میں ہی گھر والوں سے چھپ کر مسلمان ہو گئے۔ کسی نے اُن کے گھر والوں کو بھی خبر کر دی۔ انہوں نے انہیں باندھ کر قید کر دیا۔ کچھ روز اسی حالت میں گذرے اور جب موقع ملا تو چھپ کر بھاگ گئے اور جو لوگ حبشہ کی طرف ہجرت کر رہے تھے ان کے ساتھ ہجرت کرکے چلے گئے۔ وہاں سے واپس آ کر مدینہ منورہ کی ہجرت فرمائی اور زہد و فقر کی زندگی بسر کرنے لگے اور ایسی تنگی کی حالت تھی کہ ایک مرتبہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما تھے۔ حضرت مصعبؓ سامنے سے گذرے، ان کے پاس صرف ایک چادر تھی جس میں کئی جگہ سے پھٹی ہوئی تھی اور ایک جگہ بجائے کپڑے کے چمڑے کا پیوند لگا ہوا تھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اُن کی اس حالت اور اُس پہلی حالت کا تذکرہ فرماتے ہوئے آنکھوں میں آنسو بھر لائے۔

غزوۂ اُحد میں مہاجرین کا جھنڈا اُن کے ہاتھ میں تھا۔ جب نہایت پریشانی کی حالت میں مسلمان ہو رہے تھے تو یہ جمے کھڑے تھے۔ ایک کافر اُن کے قریب آیا اور تلوار سے ہاتھ کاٹ دیا کہ جھنڈا گر جائے اور مسلمانوں کو کھلی شکست ہو جائے۔ انہوں نے فوراً جھنڈا دوسرے ہاتھ میں لے لیا۔ اُس نے دوسرے کو بھی کاٹ ڈالا۔ انہوں نے دونوں بازوؤں کو جوڑ کر سینے سے جھنڈے کو چمٹا لیا کہ گرنے نہ پائے۔ اُس نے اُن کو تیر مارا جس سے شہید ہو گئے۔ مگر زندگی میں جھنڈے کو گرنے نہیں دیا۔ جب ان کو دفن کرنے کی نوبت آئی تو صرف ایک چادر ان کے پاس تھی جو بدن پر نہیں آتی تھی۔ اگر سر کی طرف سے ڈھانکا جاتا تو پاؤں کھل جاتے اور اگر پاؤں کی طرف کی جاتی تو سر کھل جاتا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ چادر کو سر کی جانب کر دیا جائے اور پاؤں پر گھاس ڈال دی جائے۔

تو پیارے بچو! اسی کا نام ہے جنت کا شوق اور یہی ہے اللہ کے ساتھ سچا عشق اور رسول کی محبت جس کی وجہ سے صحابہ کرامؓ کہاں سے کہاں پہنچ گئے اور ان کے جذبے اس قدر بلند اور پاک تھے جس کام کے کرنے کا ارادہ کرتے اس کو پورا کرکے رہتے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب کو بھی نیک کام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین، ثم آمین!

رجسٹرڈ ایل نمبر ۶۰۴۷

The Weekly "KHUDDAMUDDIN"
LAHORE (PAKISTAN)

ٹیلیفون نمبر ۶۷۵۴۵

منظور شدہ محکمہ تعلیم: (۱) لاہور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری G/۱۹۲۲۱ مورخہ ۳ مئی ۱۹۵۶ء (۲) پشاور ریجن بذریعہ چٹھی نمبری T.B.C ۲۲۷-۲۴۸۱ مورخہ ۷ ستمبر ۱۹۵۶ء (۳) کوئٹہ ریجن بذریعہ چٹھی نمبری ۲۹/۹/۶۷-۲-۹-۵۵۹ مورخہ ۲۲ اگست ۱۹۶۴ء (۴) راولپنڈی ریجن بذریعہ میمو نمبر G/۴۱۲-۲۰-۵۲۱۰ مورخہ ۱۲ مارچ ۱۹۶۷ء

بدل اشتراک

پاکستان میں

سالانہ ہدیہ ۔۔ ۱۶

ششماہی ” ۔۔ ۸

سہ ماہی ” ۔۔ ۴

انگلینڈ میں

بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ ہدیہ ۔۔ ۴۸

بذریعہ بحری جہاز سالانہ ہدیہ ۔۔ [illegible]

سعودی عرب

بذریعہ ہوائی ڈاک سالانہ ہدیہ ۔۔ ۴۸

بذریعہ بحری جہاز سالانہ ہدیہ ۔۔ ۲۴

فیروز سنز لمیٹڈ لاہور میں باہتمام مولانا عبید اللہ انور پرنٹر چھپا اور دفتر خدام الدین شیرانوالہ گیٹ لاہور سے شائع ہوا۔